ہفت روزہ

# خدام الدین لاہور

بانی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

۱۵ جولائی ۱۹۸۳ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہدیہ -/۲ روپے

# احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ — حضرت لاہوری قدس سرہٗ

## منافق کی علامتیں

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ مَّنْ کُنَّ فِیْہِ کَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ کَانَتْ فِیْہِ خَصْلَۃٌ مِّنْھُنَّ کَانَتْ فِیْہِ خَصْلَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰی یَدَعَھَا اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا عَاھَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا — چار باتیں جس میں ہوں گی وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان چار میں سے ایک بات ہوگی اس میں ایک بات نفاق کی ہوگی۔ تاوقتیکہ اس کو چھوڑ نہ دے۔ وہ چار باتیں یہ ہیں:۔

۱۔ اس کے سپرد کوئی امانت کی جائے تو اس میں خیانت کرے۔ (۲) بات کرے تو جھوٹ بولے (۳) وعدہ کرے تو پورا نہ کرے (۴) اور لڑے تو گالیوں پر اتر آئے۔

قرآن کریم میں آتا ہے کہ ہر تحریک کے وقت تین قسم کے لوگ جنم لیتے ہیں ایک وہ نیک اور پاک بندے جو دل و جان سے اس کے حامی و مددگار ہوتے ہیں۔ دوسرے وہ جو اس کے کٹر مخالف ہوتے ہیں، تیسرے وہ جو ان دونوں کے درمیان کی چال اختیار کرتے ہیں جو اس تحریک کو زبان سے اچھالتے ہیں مگر دل سے اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ دوسری قسم کے لوگوں کی نسبت اس تحریک کو تیسری قسم کے لوگوں سے زیادہ خطرہ ہوتا ہے کیونکہ نہ تو وہ کھل کر اس کی مخالفت کرتے ہیں اور نہ حمایت۔ اس لیے ان کا پہچاننا مشکل ہو جاتا ہے۔ اسلام کے ساتھ بھی یہی تین قسمیں پیدا ہو گئیں۔ ان کو قرآن مجید نے مومن، کافر اور منافق کا نام دیا ہے۔

نبی کریمؐ کی اس حدیث میں ایسی چار علامتیں بیان کی گئی ہیں جن سے منافق کی پہچان آسانی سے ہو سکتی ہے اور ہر مسلمان ان سے بچنے کی تدبیر کر سکتا ہے۔ جس کسی میں یہ باتیں موجود ہوں وہ منافق ہے۔ اگر ان میں سے بعض ہوں تو وہ اسی حد تک منافق ہے۔

پہلی علامت یہ ہے کہ اگر اس کو کوئی امانت سپرد کی جائے تو وہ اس میں خیانت کرے۔ امانت سے ذمہ داریاں، فرائض اور پابندیاں، عہد پورا کرنا سبھی کچھ مراد ہے۔ ان میں غفلت، کوتاہی اور تساہل وغیرہ کرنا خیانت ہے۔ یہ برائی ظاہر کرتی ہے کہ منافق لوگوں پر اپنا جھوٹا اعتماد جماتے ہیں اور جب لوگ ان کو یہ امانتیں سونپتے ہیں تو وہ بددیانتی کرتے ہیں اور دھوکہ بازی سے کام لیتے ہیں اس طرح وہ لوگوں کا سخت نقصان کرتے ہیں۔ اور انجام کار خود بھی ذلیل و رسوا ہوتے ہیں۔ منافق کی دوسری نشانی یہ ہے کہ وہ جب بھی بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے ہمیشہ غلط اطلاعات دے کر لوگوں کو غلط فہمی میں رکھتا ہے جس سے انفرادی اور اجتماعی مجرت سے نقصانات ہوتے ہیں۔ تیسری علامت یہ ہے کہ وہ جب وعدہ کرتا ہے تو اسے پورا نہیں کرتا۔ جب پہلے پہل اعتبار کرتے ہوئے اس کی بات مان لیتے ہیں۔ بعض اوقات ایسے لوگوں کو اپنا نمائندہ بھی چن لیتے ہیں لیکن مطلب نکالنے کے بعد وہ اپنے تمام وعدے بھول جاتے ہیں۔ اور لوگ سخت نقصان اٹھاتے ہیں۔ منافق کی چوتھی نشانی یہ ہے کہ جب کسی سے جھگڑے کی نوبت آتی ہے تو معقول بات کی بجائے گالیوں پر اتر آتا ہے اور کسی وقار کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ہر قیمت پر دوسروں کو نیچا دکھانے اور ذلیل کرنے کی کوشش کرتا ہے نہ اپنی عزت کا خیال کرتا ہے نہ دوسروں کا وقار قائم رکھتا ہے۔



باتیں ان کی یاد رہیں گی

حضرت لاہوریؒ کے ارشادات عالیہ کا مسلسل انتخاب

# مُردہ سے زندہ اور زندہ سے مُردہ

بعض الفاظ مختلف زبانوں میں مستعمل ہوتے ہیں۔ اور ان مختلف زبانوں میں ان کے معنی بھی بدل جاتے ہیں۔ مثلاً بعض الفاظ سندھی میں گالی ہیں اور پنجابی زبان میں وہ بڑے مہذب سمجھے جاتے ہیں۔ اور بعض الفاظ پنجابی زبان میں گالی ہیں اور سندھی زبان میں بڑے مہذب سمجھے جاتے ہیں۔

## علیٰ ہذا القیاس

مُردہ اور زندہ کے الفاظ عام انسانوں کی اصطلاح میں ان کے معنی کچھ اور ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں ان کے معنی کچھ اور ہیں عام انسانوں کی اصطلاح میں زندہ وہ ہے۔ جو چلے پھرے، کھائے پیئے، بولے چالے وغیرہ وغیرہ۔ اور مردہ وہ ہے جو نہ اُٹھے نہ بیٹھے، نہ کھائے، نہ بولے چالے وغیرہ وغیرہ۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح

ابی موسیٰؓ سے روایت ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے۔ اور جو یاد نہیں کرتا۔ زندہ اور مُردہ کی ہے۔ (یعنی ذاکر زندہ اور غافل مُردہ)

## حاصل

یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی اصطلاح میں ذکر الٰہی کرنے والے کو زندہ اور ذکر الٰہی نہ کرنے والے کو مردہ سمجھا جائے گا۔ جب غافل کو مردہ کہا گیا ہے پھر مشرک اور کافر تو بطریق اولیٰ شریعت کی اصطلاح میں مردہ کہلانے کے مستحق ہوں گے۔

## زندہ سے مردہ کی پیدائش

حضرات انبیاء علیہم السلام ذاکرین کے امام ہیں۔ اس لئے ان کی روحانی زندگی دوسروں کی روحانی زندگیوں سے بہت ہی اعلیٰ اور ارفع ہوتی ہے۔ اب اس ذات بے نیاز کا تماشا دیکھئے۔ اور اس کی بے نیازی کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اور بالآخر عقل کو یہ ماننا پڑتا ہے کہ اے اللہ تیری مصلحتوں اور حکمتوں کو تو ہی جانتا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ تیرا ہر کام مصلحت پر مبنی ہوتا ہے۔ مگر انسان تیری مصلحتوں کی تہ تک پہنچنے سے عاجز ہے۔ بس یہی عقیدہ کافی ہے۔ جیسا کہ شریعت میں آیا ہے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور اس کی کیفیت دریافت نہیں کرتے۔

## قدرت کا تماشہ

حضرت نوح علیہ السلام سب سے پہلے اور اولوالعزم نبی اور ان کا بیٹا کافر۔ قولہ تعالیٰ

اور نوحؑ نے اپنے بیٹے کو پکارا۔ جب کہ وہ کنارے پر تھا۔ اے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا۔ اور کافروں کے ساتھ نہ رہ، کہا میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لیتا ہوں۔ جو مجھے پانی سے بچا لے گا۔ کہا آج اللہ کے حکم سے کوئی بچانے والا نہیں۔ مگر جن پر وہی رحم کرے اور دونوں کے درمیان موج حائل ہو گئی۔ پھر وہ ڈوبنے والوں میں ہو گیا۔

## مردہ سے زندہ کی پیدائش

قولہ تعالیٰ۔

اور کتاب میں ابراہیمؑ کا ذکر کر۔ بے شک وہ سچا نبی تھا۔ جب اپنے باپ سے کہا۔ اے میرے باپ تو کیوں پوجتا ہے۔ ایسے کو جو نہ سنتا اور نہ دیکھتا ہے۔ اور نہ تیرے کچھ کام آسکے۔ اے میرے باپ بے شک مجھے وہ علم حاصل ہوا ہے۔ جو تمہیں حاصل نہیں تو آپ میری تابعداری کریں۔ میں آپ کو سیدھا راستہ دکھاؤں گا۔ اے میرے باپ شیطان کی عبادت نہ کر۔ بے شک شیطان اللہ کا نافرمان ہے۔ اے میرے باپ بے شک مجھے خوف ہے کہ تم پر اللہ کا عذاب آئے۔ پھر تم شیطان کے ساتھی ہو جاؤ۔ کہا اے ابراہیم۔ کیا تو میرے معبودوں سے پھرا ہوا ہے البتہ اگر تو باز نہ آیا۔ میں تجھے سنگسار کر دوں گا اور مجھ سے ایک مدت تک دُور ہو جا۔

### حاصل

یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ مشرک ہونے کے لحاظ سے مردہ ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام امام الموحدین ہونے کے لحاظ سے زندہ ہیں۔ تو گویا کہ ایک مردہ سے زندہ پیدا ہوا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار





اداریہ

# نوشتہ دیوار پڑھنے کی ضرورت

مولانا عبیداللہ انور کے دو خطبے "خدام الدین" میں شائع ہو چکے ہیں ـــ دونوں خطبے استحکام پاکستان کے حوالے سے مرتب ہوئے جامع مسجد شیرانوالہ میں پڑھے گئے اور پھر شائع ہوئے ـــ ان کا مرکزی تخیل حضرت الامام لاہوری قدس سرہٗ کا وہ مشہور خطبہ تھا جو لاہور کے ایک اہم ملی اجتماع میں ایک ذمہ دار وزیر کی صدارت میں پڑھا گیا تھا ـــ حضرت لاہوریؒ نے روحانی اور مادی ہر دو اعتبار سے ملکی استحکام کا نسخہ راعی اور رعایا کو بتایا ـــ ان کے خلف الرشید نے وہی باتیں موجودہ حکمرانوں کے سامنے دہرائیں ـــ عوام کو ان سے آگاہ کیا اور یوں اہلِ دنیا پر حجت تمام کر دی ـــ رمضان (۲۷) ۱۳۶۶ھ میں ملک بنا ۲۴ سال بعد اس کے دو ٹکڑے ہو گئے ـــ یہ المیہ گھر کے چراغوں کے باعث رونما ہوا، جو بجائے روشنی بکھیرنے کے گھر کے خرمن حیات کو برباد کرنے کا باعث بن گئے ـــ اس مصیبت عظمیٰ کو ۱۲ سال ہونے کو ہیں سکندر مرزا جیسے مجوسی الاصل حکمران نے بھٹو کی شکل میں جو بلبل ہزار داستان تلاش کی ـــ وہ ایوبی دور میں خوب چمکی اور چہکی اور بلاشبہ دوسرے مجوسی فطرت یحییٰ خان کے بعد سقوط ڈھاکہ کا مجرم نمبر ۲ یہی بھٹو تھا، اس نے ملک کو دولخت کر کے اقتدار سنبھالا اور پھر وہ ناٹک رچائے کہ کسی کی عزت محفوظ نہ رہی ـــ نوسپوتوں نے اس کے اقتدار کو چیلنج کیا اس کا اقتدار تو نہ


ہفت روزہ خدام الدین لاہور

| | | | |
|---|---|---|---|
| جلد ۲۹ | ۳ر شوال المکرم ۱۴۰۳ھ | ۱۵ر جولائی ۱۹۸۳ء | شمارہ ۲ |

بسرِ ادارہ

حضرۃ مولانا عبیداللہ انور

اہتمام

مولانا محمد اجمل قادری

مجلس ادارت

محمد سعید الرحمٰن علوی

محمد ظہیر میر ایم اے ایل ایل بی

دفاتر

انجمن خدام الدین بلڈنگ پہلی چورنگی ناظم آباد کراچی

خدام الدین مرکز اندرون شیرانوالہ گیٹ ۔ لاہور

بدل اشتراک

| سالانہ | ششماہی | سہ ماہی |
|---|---|---|
| -/۸۰ | -/۴۵ | -/۲۵ |

ہدیہ دو روپے

مولانا عبیداللہ انور نے کاسمو پرنٹنگ پریس سے چھپوا کر شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا

رہا لیکن نوسیوت بھی نہ رہے ـــــ ان میں مخلص کم تھے خود غرض، اقتدار پرست اور جاہ پسند زیادہ ـــــ دین دار کم تھے بے دین و بے عمل زیادہ ـــــ کراچی سے پشاور تک لاکھوں کے مجامع میں ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر اپنے اتحاد کا ڈھنڈورہ پیٹنے والے ایسے الجھے کہ الامان ـــــ یہ باہمی الجھاؤ انہی دنوں شروع ہو چکا تھا جب مذاکراتی ٹیم ہنوز مسائل حل کرنے کی کوشش مصروف تھی بیورو کریٹس، فوجی اور اس قسم کے لوگ ان کمزوریوں سے واقف تھے یا ہو گئے ـــــ انہوں نے ۹ سواروں کو چھٹی دی اور خود اقتدار سنبھال لیا۔ ان سطور کی تحریر کے وقت نشہ اقتدار کا شکار ان لوگوں کے چھ سال پورے ہو چکے ہیں ـــــ ان چھ سالوں میں اخلاق و شرافت کا جس طرح جنازہ نکلا، اسلامی روایات نے دم توڑا، فرقہ واریت کے عفریت نے خرمن امن کو تاراج کیا اور ظلم و زیادتی نے پل پرزے نکالے، ان کا انکار مٹھی بھر مفاد پرست مراعات یافتہ اور نامزد ممبران شوریٰ جیسے لوگ تو کر سکتے ہیں ـــــ باقی کسی کو یہ جرأت نہ ہوگی ـــــ ہر کوئی ان حقائق کا اظہار کرے گا اور برملا ـــــ سوچیں اس دور میں ڈاکٹر عبدالسلام جیسے رسوائے زمانہ مرتد کی آڑ میں قادیانیت کو کتنا رسوخ حاصل ہوا ـــــ مولانا محمد اسلم ختم نبوت کے عقیدہ کے اظہار و تبلیغ میں کس ابتلا کا شکار ہوئے ـــــ شعبہ مالیات کی ہدایات میں قادیانیوں کو "مسلم" کہہ کر اسلام کا مذاق اڑایا گیا ـــــ غور کریں بھٹو کے دور میں شیعہ سُنی نصاب کی تفریق کر کے فرقہ واریت کو ہوا دی گئی تو اب زکوٰۃ و عشر کے نام پر یہ ناٹک کھیلا گیا اور ہر کسی کو موقعہ دیا گیا کہ مکان کی چھت پر سیاہ جھنڈا لگا کر زکوٰۃ و عشر سے چھٹکارا حاصل کر لے ـــــ عزیزو! اسی دور میں نئی قسم کا عدالتی نظام سامنے آیا ـــــ جس میں شرعی عدالتوں کا نمبر سب سے آخر ہے اور ان کے اختیارات دیکھ کر رونا آتا ہے ـــــ ان کے اہلکار وہ تھے جنہوں نے یورپ میں کھڑے ہو کر سعودی حکومت کے کنٹرول سے مکہ مدینہ نکالنے کا مطالبہ کیا ـــــ اب وہ آئے جنہوں نے کراچی اور لاہور وغیرہ میں ائمہ حرمین کی اقتدا میں نماز ادا کرنے والے لاکھوں مسلمانوں کے بے ایمان ہونے کا فتویٰ دیا ـــــ اس تعصب کا شکار لوگ اس مقدس کرسی کا کتنا احترام کریں گے؟ برادران دینی ـــــ اس دور کی برکات کہاں تک گنوائیں ـــــ ستم و المیہ ہے کہ ماضی کے اندھے بہرے حکمرانوں کی طرح اب بھی وہی حال ہے اور یاروں کو "سب اچھا" کی تھپکی دے کر مطمئن کیا جا رہا ہے حالانکہ سب اچھا نہیں ـــــ جنہیں اصلاح کا فرض سرانجام دینا تھا ان میں سے کچھ تو افغانستان کے مصائب کا بوجھ ہلکا کرنے میں مصروف ہیں تو کچھ نماز روزہ سے آزاد و بے نیاز ہو کر "اذانیں" دینے کا شغل فرما رہے ہیں ـــــ کچھ جماعتی سر پھٹول و انتشار کے زخم اس طرح چاٹ رہے ہیں کہ کل کے لونڈے اپنے بزرگوں کے منہ آ رہے ہیں ـــــ اور کچھ ہیں کہ وہ ایک اتحاد کے نام پر "انتشار الملت" بنے بیٹھے ہیں ـــــ نوشتہ دیوار کوئی نہیں پڑھتا ـــــ فوجی نہ غیر فوجی ـــــ راعی نہ رعایا، عالم نہ عامی، شیخ نہ مرید، رہنما نہ ورکر ـــــ معلوم ہوتا ہے پاکستان آخری دور کے بدنصیب مغلوں کی راجدھانی ہے جس میں نہ نظم ہے نہ انتظام ـــــ ہر ایک اپنی اپنی ہانک رہا ہے اور نفسی نفسی کا شکار ہے ـــــ خود غرضیاں ہیں، مفاد پرستی ہے، بے راہ روی اور بے حجابی ہے، اللہ کا ڈر غائب، رسول کی شرم رخصت ـــــ انسان نہیں انسان نما جانوروں کا غول ہے ـــــ گلہ ہے جس کا رہبر کوئی نہیں، کارواں ہے جس کا امیر کوئی نہیں ـــــ ایسا گلہ، ایسا غول کب تک جئے گا، کب تک خیر منائے گا۔

پس اے لوگو، تم کہیں بھی ہو، کچھ بھی ہو نوشتہ دیوار پڑھو ـــــ اس وقت سے پہلے جب تم تماشہ بن جاؤ، انحوکہ روزگار بن جاؤ ـــــ اور منڈی میں تمہارے سروں کا سودا ہونے لگے ـــــ اے اللہ تو ہمیں عقل و فہم سے نواز اور ہمیں ہوش کے ناخن دے۔

علوی ۱۱ر جولائی ۱۹۸۳ء



**خطبہ جمعہ** | ضبط و ترتیب : علوی

# یارانِ نبیؐ کا مثالی کردار

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی

بعد از حمد و صلوٰۃ :-

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ ۔ (صدق اللہ العلی العظیم)

## اسوۂ صحابہؓ ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے

بزرگان محترم، معزز خواتین! آج کی معروضات جمعہ کا عنوان ہے۔ "صحابہ کرامؓ کا اسوۂ حسنہ ہماری زندگی کے لیے مشعلِ راہ ہے"

میں نے جو آیت پڑھی ہے اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے :

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں،
اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں کفار پر بہت
سخت اور آپس میں نرم دل ہیں۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کی امتیازی خصوصیت اور ان کے شایان شان اعزاز کا ذکر فرمایا ہے کیونکہ والذین معہ سے مراد بالاتفاق صحابہ کرامؓ ہیں جو حضورؐ کے ساتھ تھے آئندہ ان ہی کی صفات کا تذکرہ ہے۔ معیّت کی صفت ویسے تو ہر صحابیٔ رسولؐ کو شامل ہے۔ کیونکہ صحابیؓ کی تعریف میں خود معیت کا معنیٰ آ جاتا ہے۔

## صحابی کون؟

قاضی ابوبکر محمد بن الطیب کا قول میں نے کسی کتاب میں پڑھا ہے۔ اہل لغت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ "صحابی صحبت سے مشتق ہے۔ صحبت کا اطلاق ہر اس شخص پر ہو سکتا ہے۔ جس نے کم یا زیادہ کسی کی صحبت اٹھائی ہو۔"

امام احمد بن حنبلؒ نے بڑی پیاری تعریف کی ہے۔ کہ ہر وہ شخص جس نے اسلام کی حالت میں ایک ماہ یا ایک دن یا ایک ساعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی یا صرف ایمان کی حالت میں آپؐ کو دیکھا وہ صحابی ہے۔ اور یہی تعریف صحابی کی امام بخاریؒ نے کی ہے۔

بعض محدثین کے نزدیک تو صحابی کا خطاب ان لوگوں کو بھی دیا جا سکتا ہے جنہوں نے حالت اسلام میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تھوڑی سی دیر کے لیے صحبت اٹھائی ہو۔ ان کے نزدیک آنکھوں سے دیکھ ضروری نہیں۔ وہ اپنے اس دعوے کی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مکتومؓ اندھے تھے۔ اس لیے حضورؐ کو آنکھوں سے نہ دیکھ سکے لیکن اس کے باوجود آپ کا شمار جلیل القدر صحابہ کرامؓ میں ہوتا ہے۔ آپؓ ہی کے بارے میں سورۃ عَبَسَ وَتَوَلّٰۤی اَنْ جَآءَہُ الْاَعْمٰی۔ یہ صحابی ہونے کا شرف اس بناء پر حاصل تھا کہ آپؓ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو باوجود نہ دیکھنے کے شرفِ ملاقات اور شرفِ صحبت حاصل تھا۔

ہمارے جمہور علماء کرام صحابی کی اس آسان تعریف پر متفق ہیں کہ جس نے حالتِ اسلام میں محض آپؐ کو دیکھا یا آپؐ کی صحبت یا ملاقات کی اس کو صحابی کہا جائے گا۔ لیکن جو باوجود مسلمان ہونے کے آپؐ کو نہیں دیکھ سکا۔ یا آپ کی صحبت اور ملاقات اس کو میسّر نہیں ہوتی اس کو صحابی نہیں کہا جائے گا۔ اس کی واضح مثال حضرت اویس قرنیؒ کی ہے۔ باوجود اس بات کے کہ حضورؐ کا زمانہ نہ پایا۔ مسلمان ہوئے۔ ملاقات اور دیکھنا

نصیب نہیں ہوا۔ اس بناء پر صحابہ کرامؓ کے زمرہ میں ان کا شمار نہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے۔ ان کے تقویٰ اور زہد کی وجہ سے بڑے بڑے باوقار اور عظیم المرتبت صحابہ ان کا بہت احترام کرتے ہیں۔ امیرالمومنین حضرت عمر فاروقؓ جیسی باوقار اور عظیم المرتبت شخصیت جن کا تمام امت میں افضلیت کے اعتبار سے دوسرا درجہ ہے اویس قرنیؒ سے اپنے حق میں دعا کرواتے ہیں۔ تابعین میں سب سے بلند پایہ درجہ حضرت اویس قرنیؒ کا ہی ہے۔

## صحابہ کرامؓ کی تعداد

بات حضورؐ کی معیت کی ہو رہی تھی۔ کبھی وہ وقت بھی تھا۔ جب آپؐ نے اعلان توحید کیا تو سوائے خدا کے اور کوئی آپ کا ساتھ نہیں دے رہا تھا۔ لیکن پھر وہ وقت بھی آیا اور جلدی آیا کہ ابوبکر صدیقؓ حضرت علیؓ، حضرت حمزہؓ اور زید بن ارقمؓ وغیرہم چند نفوس قدسیہ کو آپؐ کی معیت نصیب ہوئی — رفتہ رفتہ اس کاروانِ حق و صداقت میں اضافہ ہوتا گیا یہاں تک کہ جب یہی قافلۂ صدق و صفا مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پہنچتا ہے اور کفار کے ساتھ سب سے پہلی جنگ بدر کے میدان میں لڑتا ہے تو ان پاک جانبازوں کی تعداد صرف تین سو تیرہ ہوتی ہے۔ میدان بدر میں ان کی تعداد میں کمی آجاتی ہے کیونکہ چند صحابہ کرامؓ جامِ شہادت نوش کرتے ہیں۔ جب اُحد کا میدانِ کارزار گرم ہوتا ہے تو ایک ہزار کی تعداد میں مدینہ سے لشکر نکلتا ہے۔ جن میں سات سو مخلص مومنین کی تعداد ہے۔ جب صلح حدیبیہ کا موقع آتا ہے تو یہی تعداد پندرہ سو تک پہنچ جاتی ہے اور حضورؐ حکم فرماتے ہیں۔ اُکْتُبُوْا اِلَیَّ مَنْ تَلَفَّظَ بِالْاِسْلَامِ مِنَ النَّاسِ جو لوگ اسلام کا کلمہ پڑھتے ہیں مجھے ان کے نام لکھ کر دو۔ جب مکہ فتح ہوتا ہے تو دس ہزار صحابہ کرامؓ کا لشکر جرار آپؐ کے ساتھ ہے۔ فتح مکہ کے بعد تمام عرب اسلام کے حلقہ میں شامل ہو جاتا ہے۔ جب غزوۂ حنین کی باری آتی ہے تو خدام، بچوں اور عورتوں کے علاوہ بارہ ہزار صحابہ کرامؓ آپؐ کی معیت میں ہوتے ہیں۔ غزوۂ تبوک میں بچوں اور عورتوں کو چھوڑ کر تیس ہزار کا عظیم الشان لشکر آپؐ کے ہمرکاب ہوتا ہے۔ حجۃ الوداع کے موقعہ پر چالیس ہزار مجاہدین آپؐ کے ساتھ ہیں۔ جب آپؐ اس دار فانی سے کوچ کرتے ہیں تو امام شافعیؒ کی روایت کے مطابق بچوں اور عورتوں کے علاوہ ساٹھ ہزار جانثار اور رفقاء کار اپنے پیچھے چھوڑ کر جاتے ہیں

امام ابوزرعہ رازی کا مشہور قول ہے کہ آپ کے وصال کے وقت جن لوگوں نے آپؐ کو دیکھا اور آپ سے حدیث سنی ان کی تعداد ایک لاکھ سے زائد تھی۔ اسی بناء پر علماء امت اپنے خطبات، اپنے بیانات اور اپنی تحریروں میں ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش صحابہ کرامؓ کی تعداد بتاتے ہیں۔

## صحابہ کرامؓ کی تکالیف

آپؐ کی اس معیت کی وجہ سے ہی ابتدائے اسلام میں بعض صحابہ کرامؓ کو خاک و خون میں تڑپایا گیا۔ تیر کی اَنی پہ چڑھایا گیا، ان کی رگِ گلو پہ نشتر چلایا گیا مکہ کے گلی کوچوں کو ان کے لیے مقتل بنایا گیا۔ مختلف مقامات پر ان کے لیے تختہ دار کو سجایا گیا، جور و ستم کا ہر تیر ان پہ برسایا گیا، دھکتے ہوئے انگاروں اور تپتی ہوئی ریت کے ذریعہ ان کو تختۂ مشق بنایا گیا۔ ظلم و جفا کا ہر وار اُن پر آزمایا گیا۔ مکہ میں برسر عام حضرت زیدؓ کو سولی پر چڑھایا گیا لیکن ان سب اوچھے ہتھکنڈوں اور حربوں کے باوجود صحابہ کرامؓ کو حضورؐ کی معیت سے نہ ہٹایا جا سکا۔ اور نہ ہی دامانِ مصطفیٰؐ ان کے ہاتھوں سے چھڑایا جا سکا۔

حضرت خبابؓ ام انمار کے غلام تھے۔ جب اسلام لائے تو ام انمار نے لوہا گرم کر کے ان کے سر پر رکھا۔ ایک دن حضرت عمرؓ نے ان کی پیٹھ دیکھی تو کہا۔ آج تک ایسی پیٹھ میری نظر سے نہیں گذری۔ حضرت خبابؓ نے جواب دیا کہ کفار نے انگاروں پر لٹا کر مجھ کو گھسیٹا تھا یہ وہی نشانات ہیں۔



## روحانی اذیتیں اور صحابہ کرام کا جذبہ فداکاری

ان جسمانی اذیتوں اور تکالیف کا ذکر ہی کیا روحانی طور پر بھی صحابہ کرامؓ کو حضورؐ کی معیت کے "جرم" میں طرح طرح کی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ قبیلہ، کنبہ، خاندان اور ماں باپ تک سے قطع تعلق کرنا پڑا، بہن بھائیوں کی محبت سے محروم ہونا پڑا، اور تو اور عمر بھر کے ساتھی رفیقۂ حیات تک کو اگر اپنے ہاتھوں ذبح کرنا پڑا تو اس سے بھی دریغ نہ کیا۔ حالانکہ بی بی سب کو محبوب ہوتی ہے۔ لیکن صحابہ کرامؓ کے لیے خدا اور اس کے رسولؐ سے عشق اور محبت نے ایسی محبوب و پسندیدہ چیز کو بھی مبغوض بنا دیا تھا۔

حضورؐ کے ایک اطاعت گزار کا واقعہ ہے۔ کہ ان کی بی بی جو نہایت حسین و جمیل عورت تھی اکثر حضورؐ کو برا بھلا کہتی رہتی تھی۔ وہ صحابی اکثر اسے کو سختی کے ساتھ بار بار منع کرتے لیکن وہ اپنی اس عادتِ قبیحہ سے باز نہیں آتی تھی۔ اپنی اس محبوب بیوی کے ساتھ جو تعلقات اس عاشقِ رسولؐ کے تھے ان تعلقات کو خود ایک جملہ میں اس محبِّ صادق نے بیان کر دیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ لِیْ مِنْھَا ابْنَانِ مِثْلُ اللُّؤْلُؤَتَیْنِ وَکَانَتْ بِیْ رَفِیْقَۃً۔ اس سے میرے دو بچے موتیوں کی مانند تھے اور وہ میری ہمدم تھی۔ لیکن بکری کی ماں کب تک خیر مناتی۔ ایک دفعہ رات کے وقت ان کی بیوی اپنی خصلتِ بد کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا بھلا کہہ رہی تھی۔ اور الفاظ انتہائی گستاخانہ تھے۔ صحابیٔ رسولؐ نے ان الفاظ کو سن لیا۔ ان الفاظ کو سنتے ہی تن بدن میں آگ لگ گئی۔ معیت رسولؐ کی پاسداری کا خیال کر کے تمام تعلقات کو بھول گئے۔ کلہاڑی اٹھائی اور بیوی کا پیٹ چاک کر دیا۔ عشقِ رسولؐ کا یہ جذبہ معیتِ رسولؐ کا اتنا پاس اور دین کے لیے سب کچھ تج دینے کا سودا ان ہی عاشقانِ پاک طینت کے سروں میں سمایا ہوا تھا۔

آج کون ہے اس دور میں جو اتنی بڑی قربانی دے سکے۔ زبانی دعوے تو ہم سب کرتے ہیں، ناموسِ رسولؐ پر مر مٹنے اور کٹ مرنے کے الفاظ تو ہماری زبانوں سے بھی ادا ہوتے رہتے ہیں لیکن جب آزمائش اور امتحان کا موقعہ آتا ہے تو ہم جادۂ حق سے پھسل جاتے ہیں، ہمارے قدم لڑکھڑا جاتے ہیں اور استقامت و استقلال کا دامن چھوڑ بیٹھتے ہیں۔

## صحابہ کرامؓ کا کردار اور ہم

صحابہ کرامؓ کا اسوۂ حسنہ ویسے عام حالات میں بھی اور پھر خاص کر جب باطل سے ہماری ٹکر ہو، اس حالت میں تو خصوصی طور پر ان کے حالاتِ زندگی سے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہیے۔ کہ کس طرح حق پر وہ ڈٹے رہے۔ پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ سکتے تھے لیکن مصائب اور مشکلات کے وقت صحابہ کرامؓ جرأت و بہادری استقامت الی الحق کے ایسے پہاڑ ثابت ہوئے کہ جن کو اپنی جگہ سے ہٹانا امر محال تھا۔

## استقامت کا بدلہ

اس استقامت کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ قرآن ان کے بارے میں اعلان کرتا ہے۔ تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوْحُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا جو لوگ استقامت ایمان کے دعوے پر اختیار کرتے ہیں۔ اللہ کی جانب سے فرشتے اور جبریل امین اس بات کی تسلی دیتے ہیں کہ گھبراؤ نہیں، خوف نہ کھاؤ، کسی قسم کا غم نہ محسوس کرو۔ یہ تو دنیا کا انجام ہے اور آخرت کا نتیجہ وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔ کی صورت میں ہے کہ خوش ہو جاؤ تمہارے ساتھ اللہ نے جنّت کا وعدہ فرما لیا ہے۔ خداوند قدوس کا کتنا بڑا انعام ہے کہ دنیا میں ہر قسم کے رنج و غم سے نجات دے دی اور آخرت میں جنت جیسی لازوال نعمت عطا فرما دی اس سے بہتر، اس سے افضل اور کون سا انعام ہو سکتا ہے۔

## آیت کریمہ اور حضرت ابن عباسؓ

اس آیت کی تشریح اگر ابن عباسؓ کی تفسیر کے مطابق کی جائے تو پھر یوں ہو گی کہ اَلَّذِیْنَ مَعَہٗ سے مراد حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں۔ کیسے؟

## حضرت صدیقؓ کا کردار

وہ اس طرح کہ جب حضورؐ بیت اللہ میں توحید کا اعلان کرتے ہیں تو مشرکین عرب پتھروں کی بوچھاڑ کر دیتے ہیں۔ لیکن ابو بکرؓ معیتِ رسولؐ کا یوں ثبوت دیتے ہیں کہ کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو صرف یہ نعرۂ حق بلند کرتا ہے کہ میرا پالنہار، میرا حاجت روا اور مشکل کشا صرف اللہ ہے۔ تو ابو بکر صدیقؓ پر دشمن پل پڑتے ہیں لیکن کیا مجال کہ وہ بھاگے ہوں یا فرار اختیار کیا ہو۔ جنگ بدر میں جاتے ہیں تو ابو بکر صدیقؓ ساتھ ہیں، اُحد کا میدانِ کارزار گرم ہوتا ہے تو ابو بکر صدیق پہرہ دار ہیں۔ غزوۂ حنین اور تبوک میں ہم سفر ہیں، ہجرت کی رات آپؐ کے ساتھ ہیں۔ پتھریلی اور سنگلاخ زمین پر حضورؐ کے پاؤں زخمی ہوتے ہیں تو کندھوں پر اٹھا کر غارِ ثور تک پہنچاتے ہیں۔ پھر دہانہ پر جا کر چھوڑ نہیں دیا۔ اندر داخل ہو کر آپؐ کے لیے جگہ کی صفائی کا بندوبست کرتے ہیں۔ پھر غار کے اندر بھی آپؐ کی معیت حاصل ہے آج مزار میں بھی آپؐ کے ساتھ ہیں۔

بات یہیں تک ختم نہیں ہوتی۔ قیامت برپا ہو گی تو پھر بھی ساتھ ہی قبر سے اٹھیں گے، میدانِ حشر میں بھی اکٹھے ہی ہوں گے، حوضِ کوثر پر بھی یکجا ہوں گے اور جنت میں بھی ایک ساتھ داخل ہوں گے۔ یہ ہے مختصر تشریح خصوصاً ابو بکر صدیقؓ کو معیتِ رسولؐ میسّر آنے کی۔

## حضرتِ عمر فاروقؓ کا کردار

دوسری صفت ہے اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد امیر المومنین حضرت عمرؓ ہیں کہ کافروں پر وہ انتہائی سخت ہیں خود اپنا حقیقی ماموں جو کافر تھا۔ میدانِ جنگ میں دونوں ٹانگوں سے پکڑ کر اس کو چیر دیا۔ پھر ایک جنگ کے دوران کچھ قیدی گرفتار ہوئے تو حضورؐ نے ان کے بارے میں صحابہ کرامؓ سے مشورہ لیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! آپؐ میرے رشتہ دار میرے حوالے کر دیجئے۔ حضرت علیؓ کے رشتہ دار ان کے حوالے کر دیجئے۔ اسی طرح تمام صحابہ کرامؓ کو ان کے رشتہ دار دے دیجئے۔ تاکہ وہ اپنے ہاتھ سے اپنے رشتہ داروں کو قتل کریں۔ آپ کا یہ جذبہ اشدّاءُ علی الکفّار کی عملی تصویر تھا۔

## حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ

رحماءُ بینھم تیسری صفت ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ اس سے مراد حضرت عثمانؓ ہیں۔ اور تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا سے مراد حضرت علی المرتضیٰؓ ہیں۔ سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ سے مراد بقیہ عشرہ مبشرہ صحابہؓ ہیں۔

وقت کی قلّت کے پیشِ نظر ہر ایک کی زندگی کے مختلف واقعات پر روشنی نہیں ڈالی جا سکتی۔ ورنہ حضرت عثمانؓ کی حلیمی و بردباری، علی المرتضیٰؓ کی کثرت عبادت اور صلوٰۃ کے اتنے واقعات ہیں کہ دفتر کے دفتر بھی ناکافی ہوں۔

یہی وہ حضرات ہیں کہ ان کے نقشِ قدم پر چل کر ہم دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ ان کا دَور عہد سعادت اور خیر و برکت کا دَور ہے۔ تفصیلی طور پر حالات و واقعات دیکھنے ہوں تو حضرت امام الہند شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی کتاب ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء کا مطالعہ کیجئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے تاریخ اسلام کا وسیع مطالعہ کرنے کے بعد یہ کتاب لکھی ہے۔ آپ نے اس میں تمام وہ حقائق جمع فرما دیے ہیں جن پر دشمنان اسلام اور اعدائے صحابہ مثل روافض و شیعہ نے زیبِ داستاں کے لیے پردے ڈال دیے تھے۔



## مولانا ظفر علی خانؒ کا شعر

اس موقعہ پہ ایک خاص امر کی طرف آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے اکثر حضرات مولانا ظفر علی خاں مرحوم کا یہ شعر پڑھتے ہیں تو اس میں کوئی تبدیلی نہیں کرتے جو ایک بہت بڑی غلطی ہے۔ وہ شعر یہ ہے

ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی بو بکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ

ہم مرتبہ ہیں یارانِ نبیؐ کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

پہلا مصرعہ تو اپنی جگہ درست ہے لیکن دوسرے مصرعہ کے یہ الفاظ "ہم مرتبہ ہیں یاران نبیؐ" درست نہیں ہیں۔ کیونکہ مرتبہ میں ابو بکرؓ سب سے بڑھ کر ہیں۔ پھر عمر فاروقؓ، پھر عثمان غنیؓ اور پھر علی المرتضیٰؓ ہیں۔

ایک مرتبہ کسی صاحب نے جب یہ شعر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کی موجودگی میں پڑھا تو انہوں نے اس کی یوں اصلاح کی۔ ع

"ہم مسلک ہیں یارانِ نبیؐ کچھ فرق نہیں ان چاروں میں"

اب اس شعر کا مفہوم صحیح ادا ہو جاتا ہے۔

## صحابہ کرامؓ کا احترام

برکت علی ہال میں صدیق اکبرؓ کی شان میں جلسہ تھا شورش کاشمیری مرحوم بھی اس جلسہ میں شامل تھے اور شاید یہ ان کی زندگی کا آخری جلسہ تھا۔ جس سے انہوں نے خطاب فرمایا۔ اس جلسہ میں ایک مقرّر نے یہ الفاظ کہے کہ "جب حضرت علیؓ حضورؐ کے گھر سے کھانا کھا کر جوان ہو رہے تھے ابو بکر صدیقؓ اس وقت اسلام کے لیے اور حضورؐ کے لیے سب کچھ لٹا چکے تھے"۔ جب شورش مرحوم کی باری آئی تو اس نے کہا "ہمیں تمام صحابہ کرامؓ کا احترام کرنا چاہیے اور کوئی ایسا لفظ یا فقرہ زبان سے ادا نہیں کرنا چاہیے جس سے کسی بھی صحابی کی توہین یا تنقیص کا پہلو نکلتا ہو۔ اگر ہم بھی تقابل کرتے ہوئے گھٹیا قسم کے الفاظ استعمال کرنا شروع کر دیں یا کسی صحابی پر الزام لگانا شروع کر دیں تو ہم میں اور شیعہ حضرات میں کیا فرق ہو گا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ ہمارے لیے جس طرح حضرت ابو بکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ و عثمان غنیؓ قابلِ احترام اور لائق صد تعظیم ہیں۔ اسی طرح حضرت علیؓ کو بھی ہم اپنا پیشوا اور مقتدا مانتے ہیں۔ لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ شیعہ حضرات صرف حضرت علیؓ کو تو اپنا مقتدا اور پیشوا مانتے ہیں لیکن خلفاء ثلاثہ اور دیگر صحابہ کرامؓ کو کافر و مرتد اور طرح طرح کے الزامات لگا کر ان کو مطعون کرتے ہیں۔ اہل السنت والجماعت کسی کے بزرگوں کو گالیاں دینا یا کسی کے اکابرین پر تبرّا بولنا اپنے مسلک کی توہین سمجھتے ہیں لیکن جو لوگ دوسروں کے اکابرین کو مطعون کرنا، ان پر سب و شتم کے تیر چلانا اور انہیں کافر و مرتد سمجھنا اپنے مذہب کا جزو اور عبادت سمجھتے ہوں ایسا غلیظ اور گالی گلوچ کا مذہب انہی لوگوں کو مبارک ہو۔ پھر اس پر مستزاد یہ کہ یہ ساری کارروائی حکمران جماعت کی شہ پر اور ان کے سہارے پر کی جاتی ہے۔ جن صحابہ کرامؓ اور خلفاءؓ راشدین کے نام پر اور ان کے نظام کے نفاذ کے حصول کے لیے یہ خطۂ ارض پاکستان لاکھوں قربانیوں کے بعد ہمیں حاصل ہوا۔ آج یہ سب نعرے ہمیں بھول چکے ہیں۔ تیس سال کے قریب عرصہ ہونے کو ہے لیکن ابھی تک خلفاء راشدین کے نظام کی ادنیٰ سی جھلک ہمیں کہیں دکھائی نہیں دی سوائے اس عرصہ کے جب سرحد میں حضرت مفتی محمود صاحب وزیر اعلیٰ تھے۔

افسوس تو اس بات کا ہے کہ خلفاء راشدین کا اول تو نظام ہی نافذ نہیں کیا گیا۔ اس پر ظلم کی انتہا یہ کہ اسی خطہ میں خلفاء راشدین کو مرتد و کافر کہا جاتا ہے تو کوئی پوچھنے والا نہیں۔ ایک کریلا دوسرا نیم چڑھا والی مثل ہمارے موجودہ دور میں کس قدر صادق آتی ہے۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ ہمیں صحابہ کرامؓ خصوصاً خلفاء راشدین کی عظمت، احترام اور ان کی ناموس کی حفاظت کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ اور ان کی پیروی اور تابعداری کا جذبہ ہمارے دلوں میں موجزن کر دے۔ آمین ثم آمین۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

# اکابرِ دیوبندؒ کا اِتباعِ سُنت صلی اللہ علیہ وسلم

از برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمدؐ زکریاؒ

حضرت سہارنپوری نوراللہ مرقدہٗ کے حالات میں تذکرۃ الخلیل میں لکھا ہے کہ منیٰ کے قیام میں کچا پکھ اسباب کے گرد برابر شغدف لگے ہوئے تھے کہ قبیل صبح صادق مطوّف آیا اور شور مچایا کہ تیار ہو جاؤ عرفات کے لیے۔ دیکھتا ہوں کہ حضرت دو شغدفوں کے بیچ میں گل نما جو تنگ جگہ چھٹتی ہے اس میں کھڑے ہوئے اپنے مولیٰ کے ساتھ رَاز و نیاز میں مشغول ہیں اور پارہ ہائے قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے ہیں مطوّف اور جمالین نے بہت کچھ شور مچایا، مگر حضرت کے طویل قیام میں ایک آیت کا بھی فرق نہ آیا۔ تلاوۃِ قرآن جس سکُون کو چاہتی ہے اس کا حق ادا فرما کر جب آپ نے سلام پھیرا، تو اللہ کے شیر پر غصّہ کے آثار نموادار تھے۔ اور تندوتیز لہجہ میں آپ نے مطوف سے کہا، تم بھوُل گئے۔ ہَم نے تم سے وَعدہ کیا تھا کہ سُنّت کے خلاف ہم ہرگز نہ کریں گے اور تم نے اقرار کیا تھا کہ جس طرح کہوگے اسی طرح کروں گا۔ پھر قبل طلوع آفتاب لے چلنے پر ہم سے کہنے کا تم کو کیا حق ہے کہ فضُول پریشان کر رَہے ہو؟ مطوّف نے کہا، مَیں کیا کروں جمّال نہیں مانتے، جن پر کسی کا زور نہیں اور یہ اُونٹ لے کر چل دیتے تو حج فوت ہو جائے گا۔ سنت کی خاطر فرض کو خطرہ میں ڈالنا تو اچھا نہیں۔ اس جواب پر حضرت کا غصّہ تیز ہو گیا۔ بھرّائی ہوئی آواز میں فرمایا، ہم نے تم کو مطوّف قرار دیا ہے استاد اور پیر مقرار نہیں دیا ہے کہ علمی مشورہ لیں، جاؤ اپنا کام کرو، ہم شروقِ آفتاب سے ایک مِنٹ پہلے بھی نہیں اُٹھیں گے۔ ہمارا مال خرچ اور صعوبت برداشت کر کے آنا حج کو بطریقِ سُنّت ادا کرنے کے شوق میں ہوتا ہے نہ کہ تمہارے اور جمّالوں کے غلام بننے کے لیے۔ جمّالوں کو اپنے اونٹوں کا اختیار ہے۔ ان کا جی چاہے وہ ان کو لے جاویں۔ باقی ہم پر ان کو کوئی اختیار نہیں کہ اٹھنے پر مجبور کریں، تم نے ناوَقت شور مچا کر ہم کو پَریشان کر دیا اور نماز تک نہیں پڑھنے دی۔ اس لیے ہم تم کو بھی آزاد کرتے ہیں۔ اپنے دوسرے حاجیوں کو سنبھالو، ہم کو ہمارے حال پر چھوڑ دو، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ ہم لوُلے لُنجے نہیں ہیں اور نہ عَرفات کچھ زیادہ دُور ہے۔ اونٹ چلے جائیں گے، تو پیدل بھی ہم انشاء اللہ پہنچ جائیں گے، مگر تم یہ چاہو کہ سُنّت چھوڑ کر تمہارا کہنا مانیں سو اس کی ہرگز ہم سے توقّع مت رکھو۔

ایک مرتبہ آپ کے ایک مرید نے ضلع رہتک کے ایک عالم کی صفائی کرتے ہوئے یوں کہا کہ حضرت! وہ تو حضورؐ کے رشتہ دار ہیں اور بالکل ہمارے ہم خیال ہیں۔ صِرف بعض عقائد میں کچھ ہی جزُوی سا اختلاف ہے۔ جیسا باہم ائمہ میں ... وہ صاحب اپنی تقریر ختم نہ کر پائے تھے کہ آپ کے چہرہ پر ناگواری کے آثار پیدا ہو گئے اور آپ نے تعجّب کے ساتھ فرمایا کہ ہائیں! عقائد میں اور اختلاف؟ یہ تو جزُوی ہونا خود ہی آپ کو تسلیم ہے۔ میرا تجربہ تو یہ ہے کہ عقائد میں جزُ تو جزُ اگر بالکل ہی اختلاف نہ ہو، مگر شک اور شبہ کا دَرجہ ہو تو وہ بھی بَرباد اور گمراہ ہوئے بغیر نہیں بچتا، پھر اس کو ائمّہ کے اختلاف سے تشبیہ دینا تو بڑی ہی دلیری کی بات ہے۔ پس چاہیے عمل میں کتنی ہی کمزوری ہو، مگر خدا نہ کرے کہ کوئی مُسلمان بِدعت کو سُنّت سمجھے یا سُنّت کے سُنّت ہونے میں شک لاوے کہ یہ بلائے بے دَرماں مہلک اور سمِ قاتل ہے۔

("تذکرۃ الخلیل صہ ۳۵۵)

مسواک سَفر میں بھی آپ کے کرُتہ کی جیب میں یا تکیہ کے غلاف میں رہتی تھی۔ اور کوئی وَضو آپ کا مسواک کے بغیر نہ ہوتا تھا۔

حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کا قِصّہ" ارواحِ ثلٰثہ" میں لکھا ہے کہ اکبری مَسجد میں پہلی صَف میں ایک پتھر بلیٹھ گیا تھا جس کی وَجہ سے وہاں گارہ ہو جاتا تھا اور لوگ اس کی وَجہ سے اس جگہ کو چھوڑ کر دُوسری صَف میں کھڑے ہو جاتے تھے۔ حضرت مولانا شہید تشریف لاتے اور وہ زمانہ اُن کے بہت عمدُہ کپڑا پہننے کا تھا، مگر وہ آکر صفِ اوّل میں اُسی جگہ کھڑے ہوئے جہاں کیچڑ تھی۔ یہ اتباعِ سُنّت کے شوق کے سِوا کیا ہو سکتا ہے۔

حضرت سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ جن سے بیعت لیتے تھے اُن کو اتباعِ سُنّت کی بہت تاکید کرتے تھے۔ مولانا عبدالحی صاحبؒ سے ایک دَفعہ کہا کہ اگر کوئی اَمر خلافِ سُنّت مجھ سے ہوتا دیکھو تو مجھے اطلاع کر دینا۔ مولانا عبدالحی صاحب نے کہا جب کوئی مخالفِ سُنّت فعل آپ سے عبدالحی دیکھے گا تو عبدالحی آپ کے ساتھ ہوگا ہی کہاں، یعنی ہمراہی چھوڑ دے گا اِھ

مولانا عبدالحی صاحبؒ کے اتباعِ سُنّت کی نگرانی کا یہ عالم تھا کہ اپنے شیخ کو بھی خلافِ سنّت پر ٹوک دیتے تھے۔ ایک دَفعہ حضرت سیّد صاحبؒ کی نئی شادی ہوئی تھی، نماز میں اپنے معمُول سے کچھ دیر سے تشریف لائے پہلے دن تو مولانا عبدالحی صاحبؒ نے سکوت کیا، دوسرے دن بھی دیر ہوئی کہ تکبیرِ اولیٰ فوت ہو گئی۔ مولانا عبدالحی صاحبؒ نے سلام پھیر کر فرمایا کہ؛ عُبادتِ الٰہی ہو گی یا شادی کی عشرۃ؟" سَیّد صاحبؒ نے اپنی غلطی کا اعتراف فرما لیا۔

میرے دادا مولانا اسمٰعیل صاحب مقیم نظام الدّین کے متعلق امیر شاہ خاں لکھتے ہیں کہ جب بھی اُن سے ملاقات ہوتی تھی، تو وہ یہ ضرور فرمایا کرتے تھے کہ حدیث میں آیا ہے جب کِسی کو کسی سے محبّت ہو تو اسے چاہیے کہ اس کو اطلاع کر دے۔ اس لیے مَیں بہ تعمیلِ ارشادِ نبویؐ تم سے کہتا ہوں کہ مجھے تُم سے محبّت ہے"۔ یہ ان کا ہر ملاقات میں معمول رہا اور کبھی تخلّف نہیں ہوا۔ اس پر حضرۃ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہ جوش ہے اتباعِ سُنّت کو جو مقتضی ہوتا تھا تکرار کو، وَرنہ ایک بار اطلاع کر دینا بھی کافی تھا۔ میرے دادا صاحبؒ کا ایک اور واقعہ ہے کہ اُنہوں نے ایک مرتبہ حضرت گنگوہیؒ سے تخلیہ میں یوں کہا، کہ مَیں بیعت ہوں مولانا محمد یعقوب صاحب دہلویؒ سے اور مولانا مظفّر حسین صاحبؒ سے تعلیم حاصل کی، ان حضرات کی تعلیم نقشبندی تھی۔ ان کی تعلیم پر عمل کرنے سے میرے لطائف ستّہ آٹھ دِن میں ایسے پھرنے لگے جیسے پھرکی پھرتی ہے۔ لیکن مجھے ابتدار سے اتباعِ سنّت کا شوق تھا اور جو اوراد احادیث میں وَارد ہوئے، جیسے پاخانہ میں جاتے وقت یہ دُعا پڑھے اور نکلتے وَقت یہ اور بازار جاتے وقت یہ۔ مَیں ان کا بہت اہتمام کرتا ہوں۔ اس لیے مجھے اعمال مشائخؒ سے بہت کم دلچسپی تقی۔ کبھی دس دن میں کبھی پندرہ دن میں مراقبہ وغیرہ کر لیا کرتا تھا۔ یہ میری حالت ہے اور اب میری ضعیفی کا وَقت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جناب مجھے کچھ تعلیم فرماویں۔ حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ جو اعمال آپ کرتے ہیں اُن میں آپ کو مرتبۂ احسان حاصل ہے مزید تعلیم کی ضرورت نہیں، کیونکہ مَرتبۂ احسان حاصل ہونے کے بعد اشغالِ صُوفیہ میں مشغول ہونا ایسا ہی ہے جیسا کوئی گلستاں بوستاں پڑھ لینے کے بعد کریما شروع کر دے۔ اس لیے آپ کے لیے اعمالِ مشائخؒ میں اشتغال تضیعِ اوقات اور معصیت ہے۔ از زکریا عفی عنہ، ہ، م، ز الکار

سے اس قصہ میں بجائے گلستاں بوستاں کے یہ سُنا تھا کہ کوئی شخص قرآن پڑھنے کے بعد کہے کہ مَیں نے قاعدۂ بغدادی نہیں پڑھا ہے، پڑھا دیجیے۔"

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور قصہ غدر کے زمانہ کا ہے کہ جب ان حضرات کے نام وارنٹ کٹے ہوئے تھے اور سب کے اصرار سے حضرۃ نانوتوی رح کو ایک گھر میں چھپا دیا تھا تو تیسرے دن زبردستی گھر سے باہر نکل آئے اور ارشاد فرمایا کہ حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وَسلم کا غارِ ثور میں تین دن ہی پوشیدہ رہنا ثابت ہے حضرت نانوتوی کا مقولہ سوانح قاسمی صٓ ۱/۴۰۵ میں نقل کیا گیا ہے، فرمایا کرتے تھے کہ دَرزی کو نمونہ کا کوئی کپڑا مثلاً قمیص، اچکن دے دیا جاتا ہے کہ اسی نمونہ پر کپڑے سیتے چلے جاؤ۔ خراش، تراش، سلائی وغیرہ کے اعتبار سے جس حد تک اس نمونہ کے مطابق کپڑوں کے سِینے میں درزی کامیاب ہو گا اسی حد تک سِلانے والے سے ضرور انعام کا مستحق ہو گا۔ اس تمثیل کو پیش کر کے ارشاد فرماتے کہ اسوۂ حسنہ محمدیّہ قدرت کا بخشا ہوا نمونہ ہے۔ ساری انسانیت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ اپنے آپ کو رنگ میں، ڈھنگ میں، چال میں، چلن میں، فکر میں، نظر میں اسی نمونہ کے مطابق ڈھالتے چلے جائیں۔ جو جس حد تک اس نمونہ کے مطابق ہو گا اس کو اسی حد تک اپنے محبوب کی محبوبیت سے حصہ عطا کیا جائے گا۔ اھ

سوانح قاسمی صٓ ۱/۴۸۸ میں لکھا ہے کہ حضرت جب سفر سے نانوتہ تشریف لاتے تو دستور تھا کہ گھر سے پہلے کچھ دیر کے لیے مسجد میں قیام فرماتے، نفل ادا کرتے اور جب قصبہ والوں کو آپ کے آنے کی خبر پہنچتی تو سب مسجد کی طرف دوڑ جاتے۔ معترضین آویں اور اتباعِ سنّت میں اکابرینِ دیوبند کا مقابلہ کر کے دکھاویں چلنے میں، بیٹھنے میں، اٹھنے میں، خورد و نوش میں بہت مشکل سے ان کی نظیر ملے گی۔

اس کے بعد سنو، اسلام کی بنار چار ارکان پر ہے جن کو عبادات کہا جاتا ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج۔ سیکڑوں احادیث میں ان کو اسلام کی بنار بتایا گیا ہے۔ محدّثین فقہا حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر عبادات ان ہی کو کہتے اور سُنتے چلے آئے ہیں، بلکہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں بھی ان ہی چیزوں کو عبادت کہا گیا ہے۔ مگر اب بعض مفکّرین کہتے ہیں کہ یہ تو اصل عبادت کے لیے ٹریننگ کورس ہے، بلکہ ان عبادتوں کا مقصد بڑی عبادتوں کے لیے تیار کرنا ہے۔ گویا عبادت کا مطلب امّت میں سے کوئی نہیں سمجھا، بلکہ خود سیدّالکونین صلی اللہ علیہ وَسلم بھی نعوذ باللہ نہیں سمجھے حضرت جبرئیل علیہ السلام تعلیم دینے کے لیے تشریف لاتے ہیں اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وَسلم سے اسلام کی حقیقت دریافت کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وَسلم کلمہ کی شہادت اور یہی ارکانِ اربعہ صرف بتاتے ہیں۔ حضرت جبریل اس کی تصدیق فرماتے ہیں، مگر نہ تو جبریلؑ کو پتہ چلا کہ یہ سب چیزیں غیر مقصود ہیں اور نہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وَسلم کو پتہ چلا۔ سیکڑوں جگہ حدیثوں میں اسلام کی بنار انہی چار چیزوں پر ذکر کی گئی ہے، مگر کسی حدیث میں مجھے تو ملا نہیں کہ اصل عبادت کچھ اور ہے۔ اور یہ عبادت اس کے لیے ٹریننگ کورس ہے۔

ایک بدّو حضور صلی اللہ علیہ وَسلم سے سوال کرتا ہے کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجیے جس کے کرنے سے مَیں جنّت میں داخل ہو جاؤں۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وَسلم یہ عبادات ہی اس کو بتاتے ہیں۔ وہ عرض کرتا ہے یا رسول اللہ! خدا کی قسم نہ اس پر زیادتی کروں گا نہ کمی۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وَسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس کو کوئی جنّتی دیکھنا ہو وہ اس کو دیکھ لے۔

قرآن و حدیث سے جو کچھ ہم نے سمجھا اور جو کچھ سلف صالحین سے ہم تک پہنچا وہ یہ ہے کہ جن کو



اسلام کے ارکان اور مدارِ نجات بتایا گیا ہے وہی اصل عبادات ہیں۔ دوسری چیزیں ان کی تحصیل اور تکمیل کے لیے اختیار کی جاتی ہیں۔ جو ان کا ذریعہ ہونے کی وَجہ سے عبادات کہلائی جاتی ہیں۔ ان کے علاوہ بہت سے اعمال کو نیکی قرار دیا گیا ہے اور ان پر اَجر کا وعدہ بھی فرمایا ہے اور اس اَجر کی وَجہ سے ان کو مجازاً عبادت بھی فرما دیا ہے" لیکن عصرِ حاضر کے بعض مفکّرین نے اصل عبادات کو اُن کے مرتبہ سے گرا کر قرآن و حدیث کے منشار کے خلاف دوسرے بعض اعمال کو حقیقی عبادات کا درجہ دے دیا ہے جو ان کی بڑی سخت گمراہی ہے۔ اور اس کے نتائج ان مفکّرین کے متّبعین و مقلّدین کے تحریری و تقریری بیانات سے عجیب و غریب دینی تحریفات کے ساتھ شائع ہو رہے ہیں جن سے ان لوگوں کے دین میں سخت خلل ہو رہا ہے۔ اور علومِ دینیہ سے ناواقف بیچارے ان کی تحریروں سے متاثر ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر دینی تحریف سے پوری امّت کو محفوظ و مامون رکھے اور دین کو اسی نہج پر سمجھنے اور اپنانے کی توفیق عطا فرمائے جس نہج کو لے کر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے مبعوث ہوئے اور آپ کے اوّلین مخاطبین جانثار اور فرمانبردار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے آپ سے سمجھا۔ پھر جوں کا توں الفاظ و معانی کو آگے بڑھایا اور اسی طرح خلفاً عن سلف ہم تک پہنچتا چلا آ رہا ہے اور قیامت تک ان شاء اللہ اہلِ حق میں اسی طرح بحفاظت تامّہ و اعتبار کامل منتقل ہوتا رہے گا۔ واللہ غالب علی امرہ ولکنّ اکثر النّاس لایعلمون۔

دراصل یہ سارے فسادات علم کو پڑھے بغیر ذہانت سے کتابیں دیکھنے سے ہوتے ہیں۔

بچپن میں ایک قصّہ سنا تھا کہ ایک نہایت ذکی آدمی نے کہا کہ پڑھنے کے واسطے استادوں کی کیا ضرورت ہے۔ خواہ مخواہ ان کی خوشامد کرنی پڑے۔ کتابیں موجود ہیں۔ ترتیب وار دیکھ سکتے ہیں۔ فارسی سے ابتدار کی اور جب شیخ سعدیؒ کے اس شعر کو دیکھنا شروع کیا ؎

سَعدی کہ گوئے بلاغت رَبود
در ایّامِ بوبکر بن سعد بُود

تو سعدی تو سعدی تھے ہی اور گوئے کے معنی گیند کے پہلے سے یاد تھے اور سعدی کا بلا کی گیند لے جانا ایک لطیف معنی تھے۔ اب اس کے بعد 'غت ربود' کے معنی ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک گئے نہ کسی لُغت میں ملا نہ کسی کتاب میں ملا۔ وَہیں سے یہ لفظ غتربود مہمل بات کے لیے ضرب المثل بن گیا۔ مجمع البحار میں ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ نہی عن الحلق قبل الصلوٰۃ ای صلاۃ الجمعۃ جو حار کے کسرہ اور لام کے زبر کے ساتھ سمجھا اور چالیس سال تک جمعہ سے پہلے سر نہیں مُنڈایا۔ اھ سندھی علی ابن ماجۃ

یہ ثمرہ ہے اُستاد سے نہ پڑھنے کا حالانکہ یہ مضمون مختلف کتب حدیث میں تحلق کے لفظ کے ساتھ آتا ہے۔

شمائلِ ترمذی میں امام ابنِ سیرین سے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث شریف (ایسے ہی اور علومِ دینیہ) دین میں داخل ہیں۔ لہٰذا علم حاصل کرنے سے قبل یہ دیکھو کہ اس دین کو کس شخص سے حاصل کر رہے ہو۔ شمائل میں لکھا ہے کہ ابنِ سیرین اپنے وقت کے امام اور مشہور تابعی ہیں۔ بہت سے صحابہ کرامؓ سے علوم حاصل کیے۔ فنِ تعبیر کے بھی امام ہیں۔ خواب کی تعبیر میں ان کے ارشادات حُجّت ہیں۔ ان کے ارشاد کا مقصود یہ ہے کہ جس سے دین حاصل کرو اس کی دیانت، تقویٰ، مذہب، مسلک، اچھی طرح تحقیق کر لو۔ ایسا نہ کرو کہ ہر شخص کے کہنے پر عمل کرو، خواہ وہ کیسا ہی بے دین ہو۔ اس لیے کہ اس کی بَد دینی اثر کیے بغیر نہیں رہے گی۔

... عامۃ القلوب میں یہ سما گیا ہے کہ آدمی کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ کیا کہا، یہ نہیں دیکھنا چاہیئے کہ کِس نے کہا۔ حالانکہ یہ مضمون فی نفسہٖ اگرچہ صحیح ہے، لیکن اس شخص کے لیے ہے جو سمجھ سکتا ہو کہ کیا کہا، حق کہا یا باطل اور غلط کہا، لیکن جو لوگ اپنی ناواقفیت دینی کی وَجہ سے کھرے، کھوٹے میں تمیز نہ کر سکتے ہوں اُن کو ہر شخص کی بات سُننا مناسب نہیں۔ کہ اس کا نتیجہ مآل کار مضرّت و نقصان ہوتا ہے۔ یہی وَجہ ہے کہ اس زمانہ میں کوئی دعویدار اگر ولایت، امامت، نبوّۃ، رسالت حتیٰ کہ خدائی تک کا بھی نعوذ باللہ دعویٰ کرے تو ایک گروہ فوراً اس کا تابع بن

حسین احمد

# کراچی میں تدریبی دورۂ تفسیر

## جامعہ انوار القرآن کراچی میں علامہ خالد محمود صاحب کا درس قرآن

جامعہ انوار القرآن کراچی حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب درخواستی کی سرپرستی میں نارتھ کراچی کا مرکزی ادارہ ہے۔ موقوف علیہ تک دینیات کی تعلیم دی جاتی ہے۔ امسال مدرسہ ہٰذا میں مندرجہ ذیل عناوین کی روشنی میں تفسیر قرآن کا اہتمام کیا گیا:

۱۔ قرآنِ کریم اور بائبل کا تقابلی جائزہ ۲۔ قرآن کریم اور اہمیت ختم نبوت ۳۔ قرآنِ کریم اور مطالعہ حدیث ۴۔ قرآن کریم اور مسئلہ خلافت و امامت ۵۔ قرآنِ کریم اور شرح توحید و سنت ۶۔ تاریخ النبی الکریم ۷۔ سیرت النبی الخاتم ۸۔ تاریخ خلفائے راشدین ۹۔ تاریخ اکابر بنی اُمیہ ۱۰۔ خاندان شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔

اس عظیم کام کا بیڑہ اٹھانے کے لئے دیوبند کی عظیم شخصیت علامہ خالد محمود صاحب کو انگلینڈ سے دعوت دی گئی۔ آپ نے تیس ۳۰ درسوں میں اس دورۂ تفسیر کو ختم فرمایا۔ ۹ جون ۱۹۸۳ء بروز جمعرات مندرجہ ذیل علماء اور طلباء اس سے فارغ ہوئے

۱۔ محمد اسماعیل فیض ولد حافظ فیض بخش صاحب: بھٹی ٹمبر مرچنٹ ٹمبر مارکیٹ جہانیاں منڈی، ضلع ملتان، تحصیل خانیوال

۲۔ عبید الرحمن ساجد ولد حافظ عبد الرحمن صاحب: بمقام و ڈاکخانہ فتح پور، تحصیل میلسی، ضلع وہاڑی معرفت ربنواز گلشن ٹیلر ماسٹر

۳۔ عبد القدیر ولد شیر محمد صاحب: بمقام کوٹلہ چاکر ڈاکخانہ خاص براستہ جلال پور پیر والا تحصیل شجاع آباد، ضلع ملتان

۴۔ تاج محمد ولد عبد الخالق صاحب: شہر ستونگ معرفت حاجی محمد ایوب دکاندار شاہوانی روڈ، ضلع قلات، بلوچستان

۵۔ عبد العزیز ولد عبد الاحد صاحب: حال مقیم جامعۃ الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

۶۔ محمد رمضان بابر ولد مولانا عبد الحق صاحب: چودھوان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان، سرحد

۷۔ محمد فیاض ولد حاجی نیاز محمد صاحب: 〃 〃 〃 〃 〃

۸۔ عبد المنان ولد امام بخش صاحب: 〃 〃 〃 〃 〃

۹۔ عبد الجبار ولد رحیم بخش صاحب: مدرسہ اسلامیہ صدیقیہ، معرفت حاجی محمد احمد صاحب، ڈاکخانہ جتوئی، تحصیل علی پور، ضلع مظفر گڑھ

۱۰۔ محمد اشرف ولد میاں عبد العزیز صاحب: بستی جاگر والی، ڈاکخانہ اسٹیشن ڈھاب سنتیکا، تحصیل و ضلع بہاولنگر معرفت مولانا عبد القادر صاحب

۱۱۔ محمد اسلم ولد دلدار صاحب: چک $\frac{209}{R\cdot B}$ ڈاکخانہ خاص، تحصیل و ضلع فیصل آباد

۱۲۔ عبد الرؤف ولد درویش محمد صاحب: ایران، خراسان، تشتیخان، باٹین خواف

۱۳۔ شیر محمد ولد محمد عمر نیک کردہ: 〃 〃 〃 〃



۱۴۔ ذوالفقار ولد نیاز احمد صاحب: جامعہ فاروقیہ ڈرگ کالونی کراچی ۲۵

۱۵۔ سیف الرحمن ارائیں ولد حاجی غلام رسول صاحب: معرفت حاجی غلام رسول آئرن اسٹور، ہیروہ روڈ ڈگری شہر، ضلع میرپور خاص سندھ

۱۶۔ عبد المنین قریشی ولد عبد الشکور قریشی: اسلامک ڈیکوریشن، گورنمنٹ کالج روڈ حیدر آباد سندھ

۱۷۔ فیض الحق ولد حافظ مظہر الحق صاحب: دار العلوم جامعہ اشرفیہ حقانیہ برمی کالونی 36/G لانڈھی کراچی نمبر ۳۰

۱۸۔ خالد محمود شہزاد ولد فضل احمد صاحب: معرفت ماسٹر برکت اللہ گورنمنٹ ہائی اسکول ڈہراں والا بمقام چک 177 مراد تحصیل چشتیاں، ضلع بہاولنگر

۱۹۔ محمد خان ولد عبد الرؤف صاحب: مدرسہ تعلیم الاسلام تبلیغی کالج، حب ریور روڈ مجاہد آباد کراچی نمبر۱، درجہ دوازدہم کمرہ نمبر 25

۲۰۔ عزیز احمد ولد مولانا منظور الٰہی صاحب: مدرسہ احیاء العلوم، ظاہر پیر، تحصیل خان پور، ضلع رحیم یار خان

۲۱۔ ظفیر احمد ولد مولوی فضل حق صاحب: 〃 〃 〃 〃 〃 〃

۲۲۔ محمد حنیف ولد منظور احمد صاحب: 〃 〃 〃 〃 〃 〃

۲۳۔ عبد السلام ولد مولوی محمد قاسم صاحب: 〃 〃 〃 〃 〃 〃

۲۴۔ محمد طیب ولد مولوی ضیاء الدین صاحب: 〃 〃 〃 〃 〃 〃

۲۵۔ عطاء المحسن ولد حافظ الٰہی بخش صاحب: 〃 〃 〃 〃 〃 〃

۲۶۔ عبد الرزاق ولد غلام سرور صاحب: بمقام چورکن ڈاکخانہ تنکانی، تحصیل تونسہ شریف، ضلع ڈی۔جی خان

۲۷۔ فضل اکبر سواتی ولد نصر محمد صاحب: مدرسہ عربیہ اسلامیہ فیوچر کالونی سی ایریا لانڈھی، کراچی نمبر 22

۲۸۔ حامد حسن بلوچ ولد عبد الکریم خان: بمقام نور والا معرفت قاری محمد عبد اللہ کلاتھ ہاؤس ترنڈہ محمد پناہ ڈاکخانہ چنی گوٹھ ضلع رحیم یار خان تحصیل لیاقت پور

۲۹۔ عبد السلام قریشی ولد ولی محمد قریشی: دو قبریکا قلعہ اشرف شاہ کاٹیر مکان نمبر 784، حیدر آباد سندھ

۳۰۔ محمد اسماعیل انصاری ولد محمد ادریس انصاری: اکالی بھونگا لین فوجداری روڈ مکان نمبر 1743 B/21 حیدر آباد سندھ

۳۔ عبد الغنی بن یوسف، از تھائی لینڈ: GHANI YUSOF 166/4 PAKH BANG SEKHAM SHANAKH SONGKLA THAILAND

۳۱۔ محمد عبد اللہ بن حبیب مروت: 〃 〃 〃 〃

۳۲۔ محمد اسماعیل ولد غلام قادر: بدین کھوسکی، سنگائل چک، قبائلی چک

۳۳۔ محمد جمیل معاویہ ولد خان بہادر: 5G-15/33 نئی کراچی

۳۴۔ رؤف عالم ولد حاجی محمد حسین صاحب: مدرسہ دار العلوم جامعہ انصاریہ معرفت مولانا محمد اسماعیل صاحب برمی کالونی 36/G لانڈھی گلی ۹ کراچی ۳۰

۳۵۔ محمد افضل رحمانی ولد حافظ شیر محمد صاحب: بمقام جھبلن والی ڈاکخانہ خاص براستہ چنی گوٹھ، تحصیل احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور

۳۶۔ محمد طاہر ولد اشرف علی صاحب: مدرسہ رشیدیہ قاسم العلوم معرفت فینسی ٹیلر اورنگی ٹاؤن سیکٹر ۱۲/۷ کراچی ۴۱

۳۷۔ نور کمال ولد صدیق احمد صاحب: مدرسہ عزیزیہ قاسم العلوم معرفت مولانا ابوبکر صدیق صاحب اورنگی ٹاؤن سیکٹر ۱۲/۷ کراچی ۴۱

۳۸۔ محمد زکریا ذوقی ولد مشتاق احمد صاحب: معرفت مولانا نور الاسلام صاحب، مدرسہ دار العلوم عثمانیہ نورانی بستی کورنگی ۱ کراچی ۳۱

۳۹۔ نور عالم جوہری ولد بدیع العالم صاحب: معرفت مولانا روح الامین صاحب، مدرسہ دار العلوم جامعہ اشرفیہ حقانیہ برمی کالونی 36/G لانڈھی کراچی

۴۰۔ محمد اشرف ولد محمد حسین صاحب: محلہ پرانی بھیڈی خانہ مسجد نزد شیرانوالہ باغ متصل اختر منزل گوجرانوالہ شہر

۴۳۔ عبد الستار عامی ولد مہر دل صاحب: ضلع سبّی تحصیل ہرنائی، ڈاکخانہ کھوسٹ معرفت حاجی عبد الحق جنرل اسٹور

۴۴۔ ابو الکلام ولد حاجی اتو میاں صاحب: معرفت عبد المجید دکاندار امارۃ احمد زمزمی، گدی قدیم محلہ شنعلہ مکۃ المکرمہ، المملکۃ السعودیۃ۔

۴۴ - محمد طاہر کوثر ولد حاجی ابو الخیر صاحب : مدینۃ العلوم بلاک A شمالی ناظم آباد کراچی 33

۴۵ - عبد القادر ولد قبول حسین شاہ : محلہ اسلام کوٹ نزد چونگی 3 تلمبہ شہر تحصیل خانیوال ضلع ملتان

۴۶ - محمد حسین لکھوی ولد نور الدین لکھوی : جامعہ ابی بکر اسلامیہ گلشن اقبال 5 پوسٹ بکس 11106 کراچی 47

۴۷ - غلام مصطفٰے ولد عبد المنان صاحب : مدینۃ العلوم کراچی

۴۸ - حبیب الرحمٰن ولد سید الامین صاحب : برمی کالونی بلاک C/31 لانڈھی کراچی 30

۴۹ - غلام جیلانی ولد محمد یعقوب صاحب : جامعہ ابی بکر اسلامیہ کراچی 47 پوسٹ بکس 11106

۵۰ - محمد احمد ولد بشیر محمد صاحب : نارتھ ناظم آباد کراچی 33 مصطفٰے کالونی امام جامعہ مسجد غوثیہ کراچی

۵۱ - نعیم رضا ولد ہادی رضا : مکان 1539 بلاک 15 حسن آباد فیڈرل بی ایریا کراچی

۵۲ - جہانگیر احمد قریشی ولد امام الدین قریشی : جام پور، محلہ چوہدری والا ضلع راجن پور

۵۳ - عبد الکریم ولد حسین بخش صاحب : مدرسہ مظہر العلوم کھڈہ مارکیٹ کراچی

۵۴ - محمد امیرزادہ سواتی ولد محمد زادہ سواتی : ضلع صادق آباد فتح پور

۵۵ - شفیق الرحمٰن فرخ ولد بشیر احمد ملک صاحب : جامعہ ابی بکر اسلامیہ گلشن کراچی 47

۵۶ - محمد اصغر کرد ولد نور محمد کرد صاحب : مکان 2-8 بلوچی روڈ کوئٹہ، بلوچستان

۵۷ - محمد سمیع اختر ولد محبوب اختر ملک : R 610 C.3 11 نارتھ کراچی

۵۸ - عظیم خاں ولد حاجی عالم صاحب : چوک فتح پور تحصیل کروڑ لعل عیسن ضلع لیہ

۵۹ - عبد المجید عثمانی ولد عالم دین صاحب : ضلع مظفر آباد، تحصیل آٹھمقام دوارپاہ سپری بالا، آزاد کشمیر

۶۰ - عارف اللہ ولد محمد عاشق صاحب : دکان جنرل اسٹور کا امیر پور خاص جناح روڈ، سندھ

۶۱ - طارق محمود ولد عبد الرحمٰن صاحب : ۲-۱۰ F.7.7/1

۶۲ - محمد شاہد ولد فضل الٰہی صاحب : 3/55 ایریا G-5 نارتھ کراچی، کراچی 36

۶۳ - جاوید محمد عباسی ولد محمود احمد عباسی صاحب : ڈی 48 بلاک 5 فیڈرل بی ایریا کراچی

۶۴ - محمد طاہر ولد اشرف علی صاحب : اورنگی ٹاؤن 12 مکان 1500 کراچی

۶۵ - عبد اللطیف ولد محمد اسحٰق صاحب : R-2 81 / اشرف آباد فیڈرل بی ایریا عقب الاعظم اسکوائر کراچی

۶۶ - عطاء اللہ شاہ ولد عبد الوحید شاہ : تحصیل و ضلع مانسہرہ براستہ بالاکوٹ ڈاکخانہ پارس خاص مقام گراں

۶۷ - محمد طیب ہزاروی ولد مولوی سردار اللہ : تحصیل و ضلع مانسہرہ ڈاکخانہ بجنہ علاقہ بکھل

۶۸ - عبد الرحمٰن ولد عبد الوہاب صاحب : ایران، استنان، خراسان، تربت جام

۶۹ - محمد اعظم ولد میر اعظم صاحب : ضلع چترال تحصیل چترال ڈاکخانہ چترال گاؤں ہوں

۷۰ - نظام الدین ولد عبد المجید صاحب : " " " "

۷۱ - شاہنواز صاحب ولد غلام صادق صاحب : ضلع چترال گاؤں کاڈن

۷۲ - محمد حامد لکھوی ولد مولوی محی الدین لکھوی : موضع الہ آباد، تحصیل دیپالپور، ضلع اوکاڑہ، پنجاب

۷۳ - حکمت اللہ ولد عبد اللہ صاحب : ایران تربت جام یکہ ہستہ

۷۴ - قمر الدین ولد سید نصر اللہ صاحب : سہراب گوٹھ کپڑا مارکیٹ دکان عبد الستار خیاط کراچی، افغانی



۷۵ - فضل احمد ولد محمد اعظم صاحب : افغانستان، ہرات، غوریان، برناباد

۷۶ - محمد عبد اللہ ولد عبد الرحمٰن صاحب : مکان 482 علی بستی گولیمار 1 کراچی 18

۷۷ - غلام ربانی ولد مولوی غلام سبحانی صاحب : ڈاکخانہ میر پاڑی، تحصیل بٹگرام، ضلع مانسہرہ

۷۸ - رشید احمد درخواستی ولد حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستی : ادارہ جامعہ انوار القرآن C.1 - 11 نارتھ کراچی

۷۹ - محمد موسیٰ ولد حاجی موٹیا صاحب : گرم چشمہ، منگھو پیر روڈ، کے. ایم. سی ہسپتال کراچی

۸۰ - عبد المجید ولد حاجی اللہ داد صاحب : ادارہ جامعہ نعمانیہ تعلیم القرآن رجسٹرڈ سیکٹر C.3 11 نارتھ کراچی

۸۱ - محمد الیاس بھٹی ولد محمد حسین بھٹی : موضع و ڈاکخانہ چنین، تحصیل کھاریاں، ضلع گجرات

۸۲ - سردار احمد ولد علی حیدر صاحب : محلہ گونگمیار تحصیل چھکو ضلع سکردو بلتستان

۸۳ - عبد الرحمٰن : انچولی مکان 713 فیڈرل بی ایریا بلاک 20 کراچی

۸۴ - نصیر خان ولد محمد صدیق صاحب : گاجھانی ویلج گڈرپ روڈ، کوئٹہ

۸۵ - ابوبکر صدیق ولد محمد رفیق صاحب : از مدرسہ مدینۃ العلوم کراچی

۸۶ - محمد شفیع شاجب ولد کبیر احمد برماوی : مدرسہ الخلیل اورنگی ٹاؤن سیکٹر 2/L اکراچی 41 پاکستان

۸۷ - عبد الشکور ولد غلام حیدر صاحب : لشکری منزل، صدیق وہاب روڈ، گارڈن ویسٹ کراچی

۸۸ - غلام مصطفیٰ فاروقی ولد عبد الواحد صاحب : خطیب جامعہ مسجد بلوچ گارڈن ویسٹ غلام حسین قاسم روڈ واحہ باغ ہاؤس کراچی

اس دورہ کی تکمیل ۹ر جون یوم الخمیس عصر کے بعد ہوئی مولانا فداء الرحمٰن درخواستی دو دن پہلے سفر عمرہ پر تشریف لے جا چکے تھے۔ مولانا منظور احمد نعمانی کی دعائے خیر پر مجلس برخواست ہوئی اگلے دن حضرت علامہ خالد محمود صاحب مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ تشریف لے گئے۔

## بقیہ : اکابر دیوبند کا . . .

جاتا ہے۔

بخاری میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے انما العلم بالتعلم۔ شراحِ حدیث نے اس حدیث کو مختلف طرق اور اسانید سے نقل کیا ہے۔ حافظ ابنِ حجر فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ علم وہی معتبر ہے جو انبیاء کرامؑ اور ان کے ورثاء (علماء) سے سیکھ کر حاصل کیا جائے۔ بخاری ہی میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ علم کو لوگوں کے قلوب سے ایک دم نکال کر نہیں ختم کرے گا، بلکہ علم اس طرح ختم ہو گا کہ علماء اُٹھتے چلے جائیں گے، حتیٰ کہ کوئی عالم نہیں بچے گا، تو لوگ اپنے سردار جاہلوں کو بنا لیں گے، ان سے لوگ مسائل پوچھیں گے اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے، تو خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ آج کل اس کا ظہور شروع ہو گیا ہے کہ اکابر علماء میں سے جو اٹھتا ہے وہ اپنی جگہ خالی چھوڑ کر جاتا ہے۔ اس کا نعم البدل تو کیا اس جیسا بھی کوئی دوسرا نہیں ہوتا۔ اور لوگ جاہلوں کو اپنا دینی سردار بناتے جا رہے ہیں۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اعلان کیا تھا کہ علم کو اس کے اٹھائے جانے سے پہلے پہلے حاصل کر لو۔ کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ علم کس طرح اٹھایا جائیگا؟ تو آپ نے فرمایا کہ علم کا اٹھنا اُسکے حاملین (یعنی علماء) کے اُٹھنے سے ہو گا۔ تین دفعہ اسکو فرمایا۔

● تو اگر گناہ کرنے پر آمادہ ہے تو ایسی جگہ تلاش کر جہاں خدا نہ ہو۔

(عثمان غنیؓ)

شاہ بلیغ الدین

# دو آنکھیں

جنگ کی بھٹی سُلگ رہی تھی کہ ایک مجاہد کے ماتھے پر تیر آ لگا۔ مجاہد نے تیر نکالا تو آنکھ کا ڈھیلا نیچے گر پڑا۔ کوئی اور ہوتا تو نہ معلوم درد اور اذیت سے کس درجہ پریشان ہوتا لیکن اللہ کے بعض بندے عجیب دل گردے کے آدمی ہوتے۔ انہیں اپنی کوئی فکر نہیں ہوتی۔ اگر کوئی خیال رہتا ہے تو بس اللہ کا۔ اس مجاہد نے میدانِ جنگ میں زمین پر پڑا ہوا اپنی آنکھ کا ڈھیلا اٹھایا ہتھیلی پہ رکھا اور مجاہدِ اعظم سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ملاحظہ کے لئے پیش کر دیا۔ اللہ کے رسول نے مجاہد کی ہتھیلی پر اس کی آنکھ دیکھی تو مجاہد کے چہرے پر نظر ڈالی پھر ارشاد فرمایا ــــ اگر تم چاہو تو یہ آنکھ مجھے دے دو۔ میں اپنا لب لگا کر اسے تمہاری آنکھ کے گڑھے میں بٹھا دیتا ہوں اور بارگاہِ خداوندی میں دُعا کرتا ہوں کہ یہ آنکھ جما دے۔ مجاہد کو یقین کامل تھا کہ نبیٔ برحق کا ارشاد سچا ہے۔ اللہ تعالٰے کے فضل سے یہ آنکھ جم جائے گی۔ اتنے میں ارشاد ہُوا ــــ ایک صورت اور بھی ہے! مجاہد نے بصد ادب پوچھا۔ وہ کیا؟ ارشاد ہوا کہ ــــ اگر تم چاہو تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ تم کو قیامت کے دن عطا فرمائے! مجاہد نے بے اختیار اپنی آنکھ کا ڈھیلا زمین پر پھینک دیا۔ عرض کی کہ ــــ یارسول اللہ! بہترین اجر قیامت ہی کا اجر ہے ــــ آفریں ہے اس ہمت پر! وادیٔ حنین کی فضائیں قیامت تک فداکاری اور جانبازی کے اس واقعے کو یاد رکھیں گی ــــ

یہ مجاہد حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن کا دوست تھا اپنے دور کا بڑا دانشور سمجھا جاتا تھا۔ قریش کا سردار تھا اور سردار بھی اس شان کا کہ فتح مکہ کے موقع پر اس کے گھر کو اللہ کے رسول نے منزلِ ایمان قرار دیا۔ ان سب رتبوں سے بڑا مجاہد کا رتبہ یہ تھا کہ ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ اس کی بیٹی تھیں۔ جنگ حنین کے بعد جنگ یرموک میں مجاہد کی دوسری آنکھ بھی جاتی رہی۔ اس جنگ میں مجاہد لشکر اسلام کا نقیب تھا۔ یہ مجاہد اور نقیب حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

استیعاب میں ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلامی مملکت کے صوبے نجران کا گورنر بھی مقرر فرمایا تھا۔

وادیٔ حنین کے اس واقعے کے کوئی ساڑھے پانچ سو برس بعد ایک لڑائی بانیاس میں ہوئی۔ یہ بھی حق و باطل کا معرکہ تھا۔ نورالدین زنگی اپنے لشکر کی قیادت کر رہا تھا۔ لڑائی میں اس کا بھائی نصرت الدین بھی شریک تھا۔ نورالدین زنگی اور اس کا دست گرفتہ صلاح الدین ایوبی صلیبی جنگوں کے ہیرو ہیں۔ اگر یہ دونوں فاتح ایک کے بعد ایک مسلمانوں کی قیادت نہ کرتے تو عیسائی مشرقِ وسطیٰ پر کبھی کے قابض ہو چکے ہوتے۔ نورالدین زنگی تاریخ اسلام کے اُن چند گنے چُنے فاتحوں میں سے ایک ہے جس نے میدانِ جنگ اور ایوانِ عدل میں اپنا ثانی نہیں چھوڑا۔ ۵۶ برس کی عمر میں ۱۵ر مئی ۱۱۷۴ء کو اس کا انتقال ہُوا۔ ایسے وقت جب وہ عیسائیوں پر آخری ضرب لگانے اور بیت المقدس کو آزاد کرانے کی تیاری کر رہا تھا۔ بانیاس کے محاصرے میں نصرت الدین نے وہ دادِ شجاعت دی کہ یادگار رہ گئی۔ اُس کے بے داغ حملوں میں ایک وقت ایسا بھی آیا کہ دشمنوں کے وار سے اس کی ایک آنکھ جاتی رہی۔ جراح کے خیمے میں اسے مرہم پٹی کے لئے بھیجا گیا تو نورالدین بھی بھائی کو دیکھنے گیا اور بھائی سے بولا ــــ اگر تم کو وہ اجر اور ثواب نظر آ جائے جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مقدر کر دیا ہے۔ تو تم دل سے یہ تمنا کرو گے کہ تمہاری دوسری آنکھ بھی راہِ خدا میں کام آ جائے!

---



حضرت الامام لاہوری قدس سرہ کے خُلفاء میں حضرت مولانا مفتی بشیر احمد پسروری علیہ الرحمہ کو ایک امتیازی مقام حاصل تھا۔ آپ کا ایک مضمون "اسلام میں آزادیٔ رائے کا تصوّر" ہمیں پُرانے کاغذات میں اچانک مِل گیا شاید کہ آج کے دور میں یہ قدرت کا عطیہ ہے اور اہلِ پاکستان کے لیے بالخصوص نادر تحفہ! (ادارہ)

# اسلام میں آزادیٔ رائے کا تصوّر

از جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا مفتی بشیر احمد، صاحب رحمۃ اللہ علیہ تعالٰی خطیب مسجد جامع پسرور

افراط و تفریط کے اس دور میں "آزادی رائے" کا بھی کوئی معیار نہیں رہا۔ کہیں "سوشلزم" کی تلوار سے ہر شخص کو حیوان محض بنا دیا گیا ہے اور کہیں جمہوریت کے نام پر "مادر پدر آزاد" معاشرے کو تشکیل دیا جا رہا ہے اور جہاں کہیں ان کے بین بین راستہ اختیار کیا گیا ہے وہ بھی کچھ اس سے مختلف نہیں۔ حتیٰ کہ اس "زہرِ ہلاہل" کے مسموم اثرات سے پاکستان ایسی عظیم اسلامی مملکت بھی محفوظ نہیں رہ سکی اور اس میں بھی "عصمتِ انبیاءؑ" پر اعتراض، صحابہ پر تنقید، فقہ اسلامی پر جرح اور اسلامی اقتدار کا تمسخر اڑانے کو ترقی، جدید تحقیق، وقت کا تقاضا اور نئی روشنی جیسے عنوانات کے ذریعہ آزادیٔ رائے کے اظہار کا بلند مقام سمجھا جا رہا ہے۔ اور انہی اسلامی بنیادوں کے خلاف دفاع کرنا یا باطل کے خلاف کچھ کہنا اور خود ساختہ قانون کی خامیوں کی نشان دہی کرنا نہ صرف لاقانونیت شمار کیا جاتا ہے۔ بلکہ ایک سنگین جرم قرار دے کر ایسے حق گو رجال کی آوازوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دبا دیا جاتا ہے۔

"اظہارِ خیال" سے متعلق یہ دو رنگی اور متضاد طرزِ عمل دراصل ہمارا اپنا ہی پیدا کردہ ہے۔ ہم نے اسلامی تعلیمات سے روگردانی کر کے دیگر راستوں سے فلاح کا راستہ ڈھونڈنے کی کوشش کی مگر اسلامی تعلیمات سے ناآشنا ہونے کی وجہ سے اپنے گوہر ہائے گرانمایہ سے استفادہ نہ کر سکے۔

اسلام نے انسان کے ضمیر کو جو اعلیٰ و ارفع مقام بخشا ہے اور اظہارِ خیال یا آزادیٔ رائے کا جو عملی نمونہ پیش کیا ہے وہ قابلِ دید بھی ہے اور لازم العمل بھی۔ ذیل میں چند واقعات سے اس کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

## محبوس قوم کی عرض داشت

فتح مکّہ کے بعد جب مُسلم افواج نے "قوم ھوازن" پر غلبہ حاصل کیا تو اس میں پانچ ہزار مرد و عورت غلام اور لونڈیوں کی شکل میں گرفتار ہوئے اور تقریباً چالیس ہزار حیوانات مال غنیمت میں ہاتھ آئے۔ اس تمام مالِ غنیمت کو فوج میں تقسیم کر دیا گیا۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باعظمت فتح کے بعد واپس روانہ ہوئے تو مقام "جعرانہ" میں قوم ھوازن کا ایک وفد دربارِ رسالت میں حاضر ہُوا۔ شکست خوردہ قوم کے ترجمان نے عرض کیا۔

"یا رسول اللہ ہم آپ کی رضاعی اماں مائی حلیمہ سعدیہ کی قوم سے ہیں۔ اس رضاعی رشتہ کی بنا پر گرفتار شدہ مرد و زن، آپ کے چچا ماموں، خالائیں اور پھوپھیئیں ہوں گی۔ آپ اس رضاعی رشتہ کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ہم پر احسانِ

عظیم فرمائیں اور ان کو آزاد فرما دیں۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں اپنے مال واسباب اور اولاد و اقارب میں سے کونسی چیز زیادہ پیاری ہے۔ ترجمان نے کہا ہمیں مال و اسباب یا سامانِ جنگ کی ضرورت نہیں۔ ہمیں اپنے خویش و اقربا، عورتوں اور جوانوں کی ضرورت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جوان اور عورتیں فوج میں تقسیم ہو چکی ہیں ان میں جو عبدالمطلب کی اولاد کا حصہ ہے وہ تو واپس کر دیا جائے گا۔ لیکن جو دوسرے افراد میں تقسیم کئے جا چکے ہیں میں ان کو از خود واپس نہیں کر سکتا۔ ہاں تمہارے اس رشتۂ رضاعت کی بنا پر ایک طریقہ بتلاتا ہوں۔ اس پر عمل کرنے سے شاید تمہیں اپنے عزیز و اقربا مل جائیں۔ تم ظہر کی نماز کے وقت نماز کے بعد مسلمان افواج سے اس طرح خطاب کرو۔

"اے مسلمانوں ہم رسول اللہؐ کے رضاعی تعلق کو وسیلہ بنا کر آپ سے رحم و کرم کی درخواست کرتے ہیں۔ اور یا رسول اللہؐ ہم مسلمانوں کے اخلاقِ کریمانہ کو واسطہ بنا کر آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں ہماری بیویاں اور اولاد و اقربا واپس کر دی جائیں۔"

حسب ہدایت قوم ھوازن کے قائد نے اسی طرح پر نماز ظہر کے بعد حاضرین سے اپیل کی۔

ان کی درخواست پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مجلس میں اپنا اور آلِ عبدالمطلب کا حصہ آزاد کر دیا۔ آپ کی متابعت میں مہاجرین و انصار صحابہ نے بھی اپنے حصہ کے غلام اور لونڈیاں آزاد کر دیے۔

## صحابہ کا آزادانہ اظہارِ رائے

حاضرین سے حضرت عیینہ بن حصن رضؓ نے کہا کہ میں اور بنو فزارہ اپنے حصہ کے غلام اور لونڈیاں واپس نہیں کریں گے۔ عباس بن مرداس رضؓ اسلمی نے کہا میں بھی اپنے حصہ کے غلام آزاد نہیں کروں گا۔ آپ کے بعد اقرع بن حابس رضؓ کھڑے ہوئے اور اعلان کیا کہ میں اور بنو تمیم بھی اپنے حصہ کے غلام نہیں لوٹائیں گے۔ یہ سن کر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے خفگی کا اظہار فرمایا اور نہ ہی کسی طرح کی وعید فرمائی، بلکہ از راہِ شفقت فرمایا کہ اگر تم ان کو آزاد کر دو تو آئندہ فتوحات میں تمہیں ایک ایک کے عوض چھ چھ غلام دیے جائیں گے۔ یہ خوش خبری سن کر ان تمام صحابہ نے بھی اپنے غلام اور لونڈیاں آزاد کر دیے۔ اسد الغابہ ج ب ص ۲۰۸

## آزادیٔ رائے کا دوسرا واقعہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جنگ احزاب کے موقع پر قریش کا سفیر حارث غطفانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ ہمیں مدینہ عالیہ کی کھجوریں عنایت فرما دیجئے۔ جو قیمت آپ فرمائیں گے ادا کر دی جائے گی۔ آپؐ نے فرمایا میں اپنے رفقاء سے مشورہ کروں گا۔ تم کل آنا۔ فیصلہ سے مطلع کر دیا جائے گا۔ اس کی روانگی کے بعد آپؐ نے سعد بن معاذ رضؓ، سعد بن عبادہ رضؓ، سعد بن مسعود رضؓ۔ سعد بن خیثمہ رضؓ کو بلایا اور ان سے حارث غطفانی کی آمد اور اس کا مقصد ذکر فرمایا۔ اس میں تمہاری کیا رائے ہے۔ چاروں صحابہ نے عرض کیا :-

۱۔ اگر ان کی فروخت کا حکم من جانب اللہ ہے تو ہم بدل و جان راضی ہیں۔

۲۔ اگر یہ جناب کی منشا ہے تو ہم سر تسلیم خم ہیں۔

۳۔ اور اگر یہ مشورہ صرف اس لیے ہے کہ ہم اپنی عقل و بصیرت کے مطابق کچھ عرض کریں تو خدا کی قسم ہم ایک کھجور بھی حارث غطفانی کو دینے کے لیے تیار نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہاری رائے یہی ہے تو ایسے ہی ہوگا۔ چنانچہ آپ نے حارث غطفانی سے یہ فیصلہ ذکر کر دیا۔ اسد الغابہ ج۔ب ص ۲۹۴

## آزادیٔ رائے کا تیسرا واقعہ

ہجرت کے بعد مدینہ عالیہ پہنچنے پر مہاجرین کو کڑوے پانی کے استعمال سے سخت تکلیف سے دوچار ہونا پڑا۔ قبیلہ بنو غفار کے پاس میٹھے پانی کا ایک چشمہ تھا، لیکن اس کا مالک ایک مشکیزہ ایک سیر غلہ کے عوض دیتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چشمہ کے مالک کو بلا کر فرمایا



کہ اگر تو یہ چشمہ مسلمانوں کے لیے وقف کر دے تو اس کے بدلے تجھے جنت میں بہترین چشمہ عطا کیا جائے گا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ میں اہل و عیال والا ہوں، اور میرے گزر اوقات کے لیے صرف یہی ایک چشمہ ہے حضور صلی اللہ علیہ یہ سن کر خاموش رہے اور کسی طرح بھی اصرار نہ کیا۔

اس واقعہ کی خبر خسر حسنین رضؓ حضرت امیر عثمان ذوالنورین کو ہوئی تو انہوں نے ۳۵ ہزار روپے کے زر کثیر سے وہ کنواں مالک سے خرید کر لیا اور حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا حضرت چشمہ کو وقف کرنے کا جو عوض آپ نے بنو غفار کے ایک شخص کے لیے فرمایا تھا۔ کیا مجھے بھی وہی عوض مل سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں اگر تم ایسے کر دو تو تمہیں بھی ویسا ہی اجر دیا جائے گا۔

حضرت عثمان نے عرض کیا کہ حضرت لیجئے۔ پھر وہ کنواں آج سے میری طرف سے مسلمانوں کیلئے وقف ہے۔ (اسد الغابہ ج۔۲ ص ۱۹۰)

## غلام کی رائے کا احترام

صحابہ کرام نے جب غلاموں کو آزاد کرنے کی فضیلت اور منقبت سنی تو اپنے بہت سے غلاموں کو آزاد کر دیا۔ ان آزاد ہونے والوں میں حضرت بریدہ بھی تھیں جو ایک غلام حضرت مغیث کے نکاح میں تھیں۔ بریدہ کے آزاد ہونے کے بعد مغیث کو اپنے نکاح کے فسخ ہونے کی فکر دامن گیر ہوئی کیونکہ مغیث بریدہ سے والہانہ محبت رکھتا تھا۔ اور اب بریدہ قانون کے مطابق اپنے نکاح کو فسخ کرنے کا حق رکھتی تھی۔ چنانچہ مغیث نے انتہائی گریہ و زاری سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا کہ آپ بریدہ سے فرمائیں کہ وہ مجھ سے علیحدہ نہ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مغیث کی حالتِ زار کو دیکھتے ہوئے بریدہ کو بلایا اور فرمایا کہ بریدہ مغیث کو تیری جدائی کا بے حد صدمہ ہے اور وہ اسی فکر میں دن رات روتا رہتا ہے۔ اس لیے کیا تو اس کے نکاح کو باقی نہیں رکھے گی۔ بریدہ نے عرض کیا حضرتؐ یہ آپ کا حکم ہے یا مشورہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حکم تو نہیں مشورہ ہے۔ بریدہ نے عرض کیا اگر یہ جناب کا حکم ہوتا تو مجھے قطعاً انکار کی گنجائش نہ تھی۔ لیکن اگر یہ مشورہ ہے تو پھر میں مغیث کے نکاح میں رہنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ (بخاری مسلم)

## خلاف ضابطہ رائے

ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ حضرت مجھے زنا کرنے کی اجازت دی جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا کہ کیا تیری بہن، خالہ، پھوپھی ہیں۔ سائل نے کہا جی ہاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو پسند کرتا ہے کہ کوئی شخص ان سے زنا کرے یا غلط نظر اٹھا کر دیکھے۔ وہ شخص کہنے لگا قطعاً نہیں۔ میں ہرگز یہ برداشت نہیں کر سکتا۔ حضورؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زنا کو حرام قرار دیا ہے اس لیے تو اس کے قریب بھی نہ جا۔ وہ شخص تائب ہوا اور آئندہ کبھی ایسا خیال بھی دل میں نہ لایا (اسد الغابہ)

ایک شخص مسلمان ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پانچ چیزوں کا حکم فرمایا :-

۱۔ نماز، ۲۔ روزہ، ۳۔ حج، ۴۔ زکواۃ، ۵۔ جہاد۔

نو مسلم صحابی نے عرض کیا۔ حضرتؐ میں ان سے چار پر عمل کر سکتا ہوں اور دو پر عمل نہیں کر سکتا یعنی زکواۃ اور جہاد۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر زکواۃ نہیں دو گے، جہاد نہیں کرو گے تو جنت کیسے حاصل ہو گی۔ صحابی نے عرض کیا اگر یہ بات ہے تو پھر میں دونوں پر ہی عمل کروں گا۔

اِن واقعات سے اظہارِ خیال اور آزادی رائے کا جو ضابطہ ہمیں معلوم ہوتا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ اسلامی حدود کے اندر رہتے ہوئے ہر شخص کی رائے کا احترام کیا گیا ہے اور قانون کے خلاف اظہارِ خیال کی بہتر انداز میں اصلاح کی گئی ہے۔ اسی مفہوم کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے مقام پر اس طرح فرمایا ہے :-

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ

یعنی خالق کی نافرمانی میں کسی شخص کی بات قابلِ قبول و لائقِ اعتنا نہیں ◆

ثمرات الاوراق

# کشکول

## ایک صحابی رضؓ کی نظر میں جمہوریت کی حقیقت

مولانا محمد اجمل صاحب

حضرت معاذ بن جبل رضؓ ایک بڑے پایہ کے صحابی ہیں — قیصر روم کے دربار میں وہ سفیر بن کر گئے تھے۔ رومی سردار نے قیصر کے جاہ وجلال، شان وشوکت، ثروت وسطوت سے ان کو مرعوب کرنا چاہا۔ لیکن صحابہ کرام رضؓ پر اسلامی رنگ چڑھا ہوا تھا۔ حضرت معاذ نے اس کے مقابلہ میں امیر اسلام کے اختیارات وامتیازات کی جن الفاظ میں تصویر کھینچی ہے۔ وہ صد بار قابل دید ہے۔

وَ اَمِیْرُنَا رَجلٌ مِّنَّا اِن عَمِل فِیْنَا بِکِتَابِ دِیْنِنَا وَ سُنَّۃِ نَبِیِّنَا صلی اللہ علیہ وسلم اَقْرَرْنَاہُ عَلَیْنَا وَ اِنْ عَمِلَ بِغَیْرِ ذَالِکَ عَزَلْنَاہُ عَنَّا وَ اِنْ ھُوَ سَرِقَ قَطَعْنَا یَدَہٗ وَاِنْ زَنٰی جَلَدْنَاہُ اَو رَجَمْنَاہُ وَ اِنْ شَتَمَ رَجُلاً مِّنَّا شَتَمَہٗ بِمَا شَتَمَہٗ وَاِنْ جَرَحَہٗ اَقَادَہٗ مِنْ نَفْسِہٖ وَ لَا یَحْتَجِبُ مِنَّا وَلَا یَتَکَبَّرُ عَلَیْنَا وَ لَا یَسْتَاثِرُ عَلَیْنَا فِیْ فَیْئِنَا الَّذِیْ اَفَاءَہُ اللہُ عَلَیْنَا وَھُوَ کَرَجُلٍ مِّنَّا (فتوحات ازدی)

ہمارا سردار ہم میں کا ایک فرد ہے اگر ہمارے مذہب کی کتاب اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کی پیروی کرے تو ہم اس کو اپنا سردار باقی رکھیں اور اگر ان کے سوا وہ کسی اور چیز پر عمل کرے تو ہم اس کو معزول کر دیں۔ اگر وہ چوری کرے تو ہاتھ کاٹیں اور اگر زنا کرے تو کوڑے ماریں یا سنگسار کریں اور اگر وہ کسی کو گالی دے تو وہ اس کو اسی طرح گالی دے اور اگر وہ کسی کو زخمی کرے تو اس کا بدلہ دینا پڑے۔ ہم سے چھپ کر پردہ میں نہیں بیٹھتا، وہ ہم سے غرور نہیں کرتا، مال غنیمت میں اپنے کو ہم پر ترجیح نہیں دے سکتا۔ وہ ہم جیسا ایک معمولی آدمی کا درجہ رکھتا ہے۔

ان الفاظ کو غور سے پڑھو اور بار بار پڑھو کیا اس سے واضح تر الفاظ میں جمہوریت کی حقیقت ظاہر کی جا سکتی ہے ؟



# تعارف وتبصرہ

تبصرہ کے لئے کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے ۔ (مدیر)

## محاسن موضح القرآن

مولانا اخلاق حسین قاسمی دہلوی کی تصنیف ہے جو دہلی کے مسلّمہ مفسّر قرآن ہیں، حضرت لاہوری کے فیضیافتہ، دیوبند کے فرزند علمی، بلا کے ذہین، محنتی، جفاکش، علم دوست اور معارف پرور۔ برعظیم ہندو پاک میں خاندان ولی اللّٰہی کی قرآنی خدمات ریکارڈ ہیں اور ان میں بھی شاہ عبدالقادر دہلوی کا ترجمہ وتفسیر امتیازی مقام کا حامل — بلاشبہ الہامی معاملہ ہے اور اللّٰہ تعالیٰ کی دین۔ مولانا اخلاق حسین نے اس کے محاسن پر قلم اٹھایا تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہوگئی، کتاب کیا ہے رنگارنگ پھولوں کا حسین ودلآویز گلدستہ، خاندان ولی اللّٰہی کی قرآنی خدمات کا بھرپور تعارف — دوسرے خدام قرآن کی قرآنی خدمات کا تعارف — شاہ صاحب اور دوسرے مفسرین ومترجمین کا تقابلی مطالعہ، مختلف عنوانات وانداز سے ترجمہ وتفسیر کی خوبیاں، الغرض کتاب علم وعرفان کا گنجینہ ہے اور قرآنی طلباء کے لئے نعمت غیر مترقبہ، مولانا کی اجازت اور متعدد قیمتی اضافوں سے پاکستانی ایڈیشن کی سعادت ذوالنورین اکادمی بھیرہ کو حاصل ہوئی، آفسٹ کی خوبصورت کتابت، سفید بڑھیا کاغذ، مضبوط ڈائی دار جلد، ساڑھے آٹھ سو سے زائد صفحات۔ قیمت ۵/- ، روپے

ملنے کا پتہ: مکتبہ قاسمیہ الفضل مارکیٹ ۱۷، اردو بازار لاہور

## ترتیب نزول قرآن

مولانا ابوالکلام کے علم دوست سیکرٹری پروفیسر محمد اجمل خان کی معرکۃ الآراء تصنیف — اجمل خان کے طویل مطالعہ قرآنی کے سلسلہ کی ایک کڑی جسے سیرت قرآنیہ رسول کریم کا ایک حصہ کہنا چاہیئے۔ اجمل خان نے کئی سال کتابوں کے ذخیروں میں ڈوب کر اس کتاب کو مرتب کیا۔ ملک کے معروف اخبار مدینہ میں علماء کی رائے لینے کو اس کے حصص شائع کرائے، تحسین وتعریف کی صدائیں بلند ہوئیں، قدیم وجدید فضلاء نے پسندیدگی کا اظہار کیا — تب کتاب سامنے آئی ۱۱ سال سرزمین وحی میں قرآن میں غوطہ زن رہنے والے بزرگ مولانا عبیداللہ سندھی نے زبردست تقریظ لکھ کر اجمل خان کے کام کو بے حد سراہا، سندھی مرحوم کی تقریظ نے کتاب کے لئے درجہ اسناد فراہم کیا ہاتھوں ہاتھ بکی حتیٰ کہ اب مدتوں سے نایاب تھی — سنی سنٹر جامع مسجد اشرفیہ چوک سنت نگر لاہور نے قدیم نسخہ کا عکس لے کر بڑی خوبصورتی سے چھاپ دیا ہے۔ اس نسخہ مبارکہ ونافعہ کی قیمت محض پندرہ[۱۵] روپے ہے۔ امید کہ علوم قرآنیہ کے جویا اسے ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔

## نماز پیمبر

نماز دین کا اہم ترین ستون ہے بدقسمتی سے اکثر مسلمان اس سے غافل ہیں اور جو پڑھتے ہیں وہ مسائل سے نابلد۔ الشیخ محمد الیاس فیصل نے اس کتاب کو لکھا اور سچی بات ہے ڈوب کر، سرور کائنات علیہ السلام کے ارشادات واقوال اور آپ کے عمل مبارک کی ایسی خوبصورت ترین تصویر کہ سبحان اللّٰہ۔ ایک ایک رکن وواجب اور فرض ومستحب پر حدیثی دلائل — الشیخ محمد شفیق اسعد نے ابتدائیہ لکھا پھر سنی سنٹر جامع مسجد اشرفیہ چوک سنت نگر لاہور نے زر کثیر صرف کر کے اس کو نہایت خوبصورتی سے چھاپا۔ کتابت، طباعت،

کاغذ اور جلد ہر چیز اپنی مثال آپ۔ قیمت -/۲۷ روپے۔ ہر مسلمان حاصل کرے اور اپنی نماز کو نماز پیمبر کے مطابق ادا کرنے کی سعی کرے۔

## آداب القرآن ـــ اسلام اور رشوت

مولانا محمد اجمل خان کے نام سے کون ناواقف ہے۔ کراچی سے خیبر تک ان کی خطابت کا سکہ چلتا ہے، اصلاحی اور سیاسی ہر سٹیج پر وہ نغمہ سرا ہوتے اور گرجتے ہیں، لوگ ہجوم در ہجوم ان کے وعظوں میں شریک ہوتے ہیں۔ لیکن وہ میدان وعظ کے شہسوار ہونے کے ساتھ ساتھ قلم کے بھی دھنی ہیں اور ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ لیکن مولانا ایسے ہیں ـــ ان کے قلم کا شاہکار ان کی متعدد تصانیف ہیں جن کے کئی کئی ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ یہ دونوں کتابیں پہلے بھی بار بار شائع ہوئیں اب مکتبہ الحسن ۹/۲۹ لال چوک عبدالکریم روڈ قلعہ گوجر سنگھ لاہور نے بڑے اہتمام سے چھاپی ہیں ـــ آداب قرآن ـــ کلام الٰہی کے ۶۰ آداب پر مشتمل معرکہ کی کتاب ہے۔ مولانا کے وسعت مطالعہ کا منہ بولتا ثبوت، اور دوسری کتاب اسلام و رشوت، معاشرہ کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے والی معاشرتی خرابی رشوت پر ایک ٹھوس ومدلل کتاب ہے ہر دو اہتمام سے چھپی ہیں۔ آداب القرآن کی قیمت -/۳۰ روپے۔ دوسری کی قیمت درج نہیں ـــ ان کا حاصل کرنا، مطالعہ کرنا، پھیلانا وقت کی ضرورت ہے امید کہ اہل درد احساس کریں گے۔

********

## منشی عبدالحمید صاحب کو صدمہ

ہفت روزہ خدام الدین کے دیرینہ کاتب جناب عبدالحمید صاحب کی والدہ محترمہ ۲۰ رمضان صبح سحری کے وقت انتقال کر گئیں إنا لله وإنا إليه راجعون۔

مرحومہ کچھ عرصہ سے بیمار تھیں لیکن ہوش و حواس بجا تھے اپنی موت سے کچھ وقت پہلے گھر میں اپنی بہو اور بچیوں کو جگایا۔ اور کہا کہ اٹھو ـــ سحری کا اہتمام کرو۔ مسجد کے لاؤڈ سپیکر سے جگایا جا رہا ہے۔ تھوڑا سا دہی اور پانی خود بھی پیا اور کلمہ طیبہ پڑھتے پڑھتے اللہ کو پیاری ہو گئیں ـــ اسی دن شام ۳ بجے جنازہ ہوا اور آبائی قبرستان میں تدفین ہوئی۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے عبدالحمید صاحب کاتب اور دوسرے جملہ متعلقین و لواحقین کو صبر اجر جزیل سے نوازے۔

ادارہ خدام الدین اپنے محترم ساتھی کے غم میں برابر کا شریک اور دعا گو ہے، نیز قارئین سے دعا کی درخواست ہے۔

(ادارہ)

## زریں ارشادات

● کیا یہ غلط ہے کہ ہم چھوٹے چوروں کو تو سزا دیتے ہیں اور "بڑے چوروں" کو سلام کرتے ہیں ـــ

● اسلام کے غدار ـــ عوام کے کیونکر وفادار ہو سکتے ہیں؟

● تقسیم میراث میں رواج اختیار کرنے کی سزا دنیا میں چھینا جھپٹی (سوشلزم) اور آخرت میں جہنم ـــ

(خاموش مبلغ)

● اے انسان! تو اگر معبود حقیقی کی بندگی کرنا نہیں چاہتا تو اس کی بنائی ہوئی چیزوں کو بھی استعمال نہ کر ـــ (عثمان غنی رض)



# طبی مشورے

براہِ راست جواب کے خواہشمند حضرات جوابی لفافہ ضرور بھیجیں۔

حکیم آزاد شیرازی شیرانوالہ گیٹ لاہور ۸

## مسوڑھوں سے خون بہنا

س: میرے دانتوں کو ماسخورے کی بیماری لاحق ہے۔ انگلی مارنے سے نچلے دانتوں سے خون بہنے لگتا ہے۔ صاف بھی نہیں ہونے چاہیے مسواک کرو یا برش۔ براہِ مہربانی ماسخورے کے لئے کوئی اچھا سا نسخہ تجویز کریں۔

(ملک سکندر حیات ریحان
چھنی محمد قاضی، ضلع سرگودھا)

ج: ملک صاحب آپ دانتوں پر برش کا استعمال فوراً ترک کر دیں۔ اور مسوڑھوں سے خون نکلنے کے لئے نسخہ ذیل استعمال کریں۔

مازوئے سبز اتولہ، مسور سوختہ اتولہ، طباشیر اتولہ، پوست کیکر اتولہ، سماق اتولہ۔

سب دوائیں بالکل باریک پیس لیں۔ اور صبح و شام انگلی سے دانتوں پر ملیں اور آدھ گھنٹے بعد کلی کریں۔

دانتوں کی صفائی کے لئے درج ذیل نسخہ استعمال کریں۔

نمک طعام اتولہ، سمندر جھاگ اتولہ، حلزون سوختہ اتولہ، سیپ سوختہ اتولہ، بارہ سنگھا کا سینگ سوختہ اتولہ۔

سب دوائیں بالکل باریک پیس لیں اور صبح و شام انگلی سے دانتوں پر ملا کریں۔ صاف ہو جائیں گے۔

## نزلہ زکام بلغم

س: بندہ کی عمر اٹھارہ سال ہے عرصہ دو سال سے نزلہ زکام میں مبتلا ہوں۔ سینے پر ریشہ اور بلغم جما ہوا ہے عام حالات میں ہر وقت تھوکتا رہتا ہوں ایک سال سے بینائی بھی کمزور ہو گئی ہے اور دو نمبر کی عینک لگاتا ہوں قبل ازیں ڈاکٹری علاج کرا چکا ہوں۔ کئی کئی ماہ مسلسل گولیاں اور کیپسول استعمال کرتا رہا ہوں۔ لیکن رقم ضائع کرنے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوا۔ سینے میں جلن بھی رہتی ہے۔ اور اب صحت روز بروز بگڑتی جاتی ہے۔ براہِ کرم کوئی مفید دوائی تجویز کریں۔

(فتح خان اعوان بھکر)

ج: آپ ایک ڈبیا "دماغی" اور ایک ڈبیا احمرین منگوا کر استعمال کریں۔ انشاء اللہ صحت ہو گی۔

## بالوں کی سفیدی

س: میرے سر اور ڈاڑھی کے بال تیزی سے سفید ہو رہے ہیں۔ خطرہ ہے کہ کہیں تھوڑے ہی دنوں میں تمام بال سفید نہ ہو جائیں۔ نیز میرے بال آہستہ آہستہ گرنے بھی لگے ہیں اور سر پر بہت تھوڑے بال رہ گئے ہیں۔ براہِ کرم دونوں امراض کے لئے مفید نسخے تحریر فرمائیں۔

(محمد شریف فورتھ ایر ایم بی بی ایس، کوئٹہ)

ج: بالوں کی سفیدی کے لئے نسخہ ذیل استعمال کریں۔

مردار سنگ اتولہ، چونا بجھا ہوا اتولہ، ملتانی مٹی اتولہ۔ تینوں دوائیں باریک پیس کر ملا لیں۔ اور پانی میں حل کر کے بالوں پر لگائیں۔ دو گھنٹے بعد سر دھو لیں۔

بال گرنے کے لئے سر کو منڈوا کر روغن آس اور روغن آملہ ملا کر لگایا کریں۔ انشاء اللہ صحت ہو گی۔

## حکیم آزاد شیرازی

جمعرات کے سوا ہر روز بارہ بجے دوپہر تا چار بجے سہ پہر نواب محلہ اندرون شیرانوالہ دروازہ میں مل سکتے ہیں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۷۴ ہفت روزہ خدام الدین لاہور ٹیلیفون نمبر